REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R. N. 61 /57.

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

جلد ۴۰ — شمارہ ۲۳

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- عبد الحق فضل

نائب:- قریشی محمد فضل اللہ

شرح چندہ: سالانہ ۷۰ روپے — بیرونی ممالک:- بذریعہ ہوائی ڈاک: ۱۲ پاؤنڈ یا ۲۴ ڈالر امریکن — بذریعہ بحری ڈاک: دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان - ۱۹۹۱ء

۲۲ ذیقعدہ ۱۴۱۱ ہجری — ۶ احسان ۱۳۷۰ ہش — ۶ جون ۱۹۹۱ء

اللہ تعالیٰ کے فضل سے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ

احباب کرام دل و جان سے پیارے آقا کی صحت و سلامتی درازیٔ عمر، خصوصی حفاظت اور مقاصد عالیہ میں فائز المرامی کیلئے تواتر سے دعائیں جاری رکھیں۔

خطبہ جمعۃ المبارک

پس دیکھیں کہ قرآنی دعائیں جو گہرے مضامین سمیٹے ہوئے ہیں جب آپ ان میں غوطہ مارتے ہیں ان میں گہراں دعاؤں کو اور ان کی مقبولیت کے حالات کو دیکھتے ہیں تو کیسے کیسے حسین دلکش نظارے الٰہی پردوں کے پیچھے دکھائی دیتے ہیں۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ پردے کے پیچھے اور پردے ہوتے ہیں

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۶ شہادت (اپریل) ۱۳۷۰ ہش / ۱۹۹۱ء بمقام مسجد فضل لندن

مکرم منیر احمد صاحب جاوید مبلغ سلسلہ دفتر P.S لندن کا قلمبند کردہ یہ بصیرت افروز خطبہ جمعہ ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین کر رہا ہے ۔ ایڈیٹر

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

گذشتہ دو جمعوں سے یہ مضمون چل رہا ہے کہ خدا کی راہوں پر قدم مارنے والے اللہ تعالیٰ کی راہ کے مسافر رستے کی صعوبتوں اور مشکلات کو کیسے برداشت کرتے ہیں اور کس طرح ان تکالیف پر غالب آتے ہیں جو خدا کی راہ میں چلنے والوں کو پہنچتی ہیں۔ قرآن کریم اس کا جواب ہمیں یہ سمجھاتا ہے کہ

یہ معجزہ دعا کے ذریعہ

ظہور ہوتا ہے ورنہ انسان کے اپنے بس میں نہیں کہ خدا کی راہ پر چلتے ہوئے اس کی تکالیف کو صبر اور رضا کے ساتھ کلیۃً برداشت کر سکے اور پھر بجائے مشکلات سے مغلوب ہونے کے غالب بن کر ابھرے۔ پس یہ دوا کٹھی یا تنہا نہیں معجزہ دعاؤں کا پھل ہیں۔ صرف انبیاء ہی کی نہیں بلکہ دیگر انعام یافتہ لوگوں کی دعاؤں میں سے ان دعاؤں کو قرآن کریم میں محفوظ فرما دیا جو اللہ تعالیٰ کو پسند آئیں اور جن کو امت محمدیہ کے لئے بطور نمونہ محفوظ رکھا گیا۔ ایسی ایسی پرانی قدیم دعائیں ہیں اور ایسے ایسے وقت میں ہوئیں جبکہ کوئی ان کا گواہ موجود نہیں تھا۔

ایک ابراہیم علیہ السلام تھے اور ایک ان کا بیٹا اور ایسی بھی دعائیں تھیں جبکہ بیٹا بھی نہیں تھا۔ اکیلے ابراہیمؑ جنگل بیابان میں دعائیں کر رہے ہیں۔ وہ دعائیں بظاہر ہمیشہ کے لئے فضاؤں میں کھوئی گئیں اور ان کا کوئی وجود باقی نہیں رہا۔ کتنی مدت کے بعد؟ ہزاروں سال بعد حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل پر وہ دعائیں الہام کی گئیں اور آپ کو بتایا گیا کہ میرے بندے ابراہیم علیہ السلام نے اس طرح لق و دق صحرا میں یہ دعائیں کی تھیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ دعائیں بہت ہی قیمتی خزانہ ہیں اور جن لوگوں کے لئے ان دعاؤں کو محفوظ کیا گیا اگر وہ ان سے فائدہ نہ اٹھائیں تو کتنی بدنصیبی ہوگی۔ پس دنیا کے خزانوں کے پیچھے تو لوگ بہت محنت کرتے ہیں مگر وہ خزانے جو قرآن میں مدفون ہیں، ان پر سے سرسری نظر سے گزر جاتے ہیں، حالانکہ اگر ان میں ڈوب کر دیکھیں تو جو چیزیں بظاہر

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پرو پرائٹر:- نگران بورڈ بدر قادیان۔

دلچسپی کا موجب نہ بنتی دکھائی دیتی ہوں غور کرنے کے بعد ان میں سے نئی نئی لذت کے مضامین نکلتے ہیں اور انسان کے دل پر قبضہ کر لیتے ہیں۔

اب اس سلسلے میں حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے والوں کی یہ دُعا میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں جو قرآن کریم نے سورۂ یونس آیت ۸۶ ۔ ۸۷ میں بیان فرمائی ہے۔

فَقَالُوْا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب اپنی قوم سے کہا کہ تم خدا پر ایمان لے آؤ تو ان میں سے جو ایمان لے آئے ان کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَقَالُوْا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا۔ اس موسیٰ پر ایمان لانا تو بہت مشکل ہے اور تھا بھی وہ فرعون کا زمانہ اور ایسا جابر فرعون کہ جس کا ذکر تمام ایک جابر فرعون کے تاریخ میں محفوظ ہے اور خود وہ اپنے جبر کا احساس رکھتا تھا۔ وہ یہ ... تھا کہ میرے سوا عبادت کے لائق کوئی چیز ہی نہیں ہے۔ اس وقت حضرت موسیٰ کی آواز پر یہ کہہ دینا کہ ہم ایمان لے آئے ہیں بہت بڑا دعویٰ ہوتا اور یہ ایک ایسا دعویٰ ہے جیسے کوئی یہ کہے کہ ہم اس دنیا سے کلیۃً مر مٹنے کے لئے تیار ہو گئے ہیں۔ پس اس لئے انہوں نے آغاز ہی میں یہ کہا ــ فَقَالُوْا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا۔ مشکل کام ہے لیکن جس خدا پر توکل کر کے ہم آگے بڑھ رہے ہیں وہ بچانے والا بھی ہے وہ ہر ظالم کے اوپر غالب آسکتا ہے۔ ہر جابر سے بڑھ کر طاقتور ہے ــ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ــ اے خدا ہمیں ظالموں کی قوم کے لئے فتنہ نہ بنانا۔

یہاں فتنہ کا مضمون بہت دلچسپ رنگ میں دہرے معنی میں استعمال ہوا ہے قرآن کریم میں فتنہ دین کے زبردستی بدلنے کو بھی کہتے ہیں۔ قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے کہ اگر جبر کے ذریعے تکلیفیں دے کر کسی کو اس کا دین بدلنے پر مجبور کیا جائے تو اس کو فتنہ کہا جاتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حتّٰی لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ۔ اس وقت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا یہاں تک کہ جب دنیا سے فتنہ اٹھ جائے۔ وَيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ــ اور دین بالآخر اللہ ہی کے لئے ہو جائے۔ کسی جبر اور زور کا محتاج نہ رہے دین آزاد ہو جائے تو رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ۔ میں ایک مطلب یہ ہے کہ

اے خُدا! ہمیں اُن کا تختۂ مشق نہ بنا۔

وہ جبر اور ظلم اور تعدی کے ذریعے دنیا میں اپنا دین پھیلانا چاہتے ہیں اور دینِ حق کو مٹانا چاہتے ہیں۔ پس ان معنوں میں ہمیں فتنہ نہ بنا کہ ہم ان کے تختۂ مشق بن جائیں اور وہ ہم پر آزمائشیں کرتے پھریں۔

فتنہ کا دوسرا مطلب ہے: ٹھوکر کا موجب نہ بنا۔ کیونکہ فتنہ کا ایک مطلب ٹھوکر ہے۔ پس اے خدا! جب ہم نے دین کو قبول کر لیا ہے تو ایسی کمزوریاں ہم میں نہ ہوں جن کو دیکھ کر وہ کہیں جی! یہ مؤمنین ہیں۔ یہ یہ غلطیاں ان سے سرزد ہوتی ہیں۔ لوگوں کو پاک کرنے والے ہیں آپ اتنے گناہوں میں ملوث ہیں۔ پس ہر قسم کی غلطیوں سے پاک کرنے کی دُعا بھی اسی کے اندر داخل ہو گئی۔

پھر فتنہ کے دونوں معنوں کا ایک ملاپ بھی اس کے اندر شامل ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اے خدا! اگر تُو نے ہمیں ان کے ظلم کا نشانہ بننے دیا تو ظالم لوگ یہ سمجھیں گے کہ ان کا خدا نہیں ہے۔ ان کا کوئی بھی نہیں ہے۔ ٹھوکر کا مضمون اور ظلم و ستم کا مضمون یہاں اکٹھا ہو گیا۔ پس جماعت احمدیہ کے لئے یہ دُعا بہت ہی موزوں اور برمحل دعا ہے اور خاص طور پر یہ جو ابتلاؤں کا دور ہے اس میں اس دعا کو اس تمام وسعت کے ساتھ پیشِ نظر رکھتے ہوئے خدا کے حضور مانگنا چاہیئے اور اس مضمون میں اگر آپ اپنے مظلوم احمدی بھائیوں کے حالات کو پیشِ نظر رکھ لیں یا اُن تکالیف کو جن میں سے آپ گزر رہے ہیں، مختلف جگہ پر مختلف نوعیت کے جو روزمرہ ظلم ہو رہے ہیں ان کو ذہن میں دہرا لیا کریں تو اس دُعا میں بہت درد پیدا ہو جائے گا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ماننے والوں کے متعلق جب آپ یہ سوچیں کہ کتنے مظلوم لوگ تھے۔ کتنے کمزور تھے۔ کتنے خطرناک جابر سے ان کا مقابلہ تھا لیکن بات ہی اس سے شروع کی ــ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ــ ہم اللہ پر توکل کرتے ہوئے اب آگے بڑھ رہے ہیں، تو توکل کے مضمون کو کبھی نہ بھلائیں تو دیکھیں اس دعا میں کیسی زندگی پیدا ہو جاتی ہے۔ ہزارہا سال کی یہ دعا مر نہیں سکتی۔ زندہ دعا ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گی۔ پھر عرض کرتے ہیں۔ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ اور ہمیں کافروں کی قوم سے اپنی رحمت کے ذریعے نجات بخش

یہاں نجات بخشنے کا جو مضمون ہے یہ غالباً ہجرت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہجرت کا حکم ہو چکا تھا اور فرعون ہجرت میں مانع تھا۔ پس نَجِّنَا سے مراد یہاں ہجرت ہے کیونکہ جب حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام آخر مدین کے بزرگ کے پاس پہنچے اور وہاں پناہ لی تو انہوں نے اسی لفظ کے ساتھ آپ کو خوشخبری دی کہ تو ظالموں کی قوم سے نجات پا چکا ہے۔ پس کامیاب ہجرت یہاں مراد ہے تو یہ کہا کہ اے خدا! ان میں ہوتے ہوئے بھی ہمیں ان کے ظلم و ستم سے بچا اور پھر اپنے فضل سے ہمیں ان لوگوں سے کامیاب ہجرت کرنے کی توفیق عطا فرما۔

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ دُعا بھی ریکارڈ کی گئی کہ

رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ۝

(سورۃ یونس: ۸۹)

بالعموم انبیاء کی طرف بددعائیں منسوب نہیں ہوتیں لیکن اگر آپ دو یا تین جگہ جہاں بددعائیں مذکور ہیں ان کا بغور مطالعہ کریں تو بددعا کرنے کی حکمت اور اس کا جواز بھی وہیں موجود ہوگا اور مضمون بہت اچھی طرح کھل جاتا ہے۔ قرآن کریم ایک ایسی کامل کتاب ہے کہ شبہ کا کوئی پہلو باقی نہیں رہنے دیتی۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب دیکھا کہ قوم بار بار انکار کر رہی ہے اور ہر عذاب کے بعد وقتی طور پر توبہ کرتی ہے اور پھر دوبارہ انکار کر دیتی ہے تو یہ دعا کی:

رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ

اے خُدا! جو قوم اموال کے تکبر میں مبتلا ہو وہ تو ایمان لا ہی نہیں سکتی۔ مالداروں کا اپنا ایک نفسیاتی رنگ ہوا کرتا ہے اور اپنے سے غریب لوگوں کو ہمیشہ وہ تذلیل اور تحقیر کی نظر سے دیکھتے ہیں تو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کا نفسیاتی مطالعہ کیا ہے اور یہ نتیجہ نکالا کہ عذاب تو آئے ہیں جیسا کہ خدا نے فرمایا۔ بار بار نشان دکھائے گئے اور اللہ تعالیٰ کی باتیں پوری ہوئیں لیکن پھر آخر یہ کیوں پیچھے ہٹ جاتے ہیں اور بظاہر ایمان لا کر پھر قدم پیچھے کی طرف ہٹا لیتے ہیں تو یہ سوچتے ہوئے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے سوچا کہ اموال کا تکبر ان کو برباد کر رہا ہے۔ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ ــ ان کے اموال

سلسلہ آگے ص۳ پر ہے

جلسہ سالانہ انگلستان

جو مورخہ ۲۶ ، ۲۷ ، ۲۸ر جولائی ۱۹۹۱ء کو منعقد ہو رہا ہے اس میں شمولیت کیلئے خواہشمند احباب جماعت اپنی درخواستیں مع کوائف پاسپورٹ نمبر، نام جماعت تاریخ بیعت وغیرہ کے ساتھ محترم امیر صاحب یا صدر صاحب جماعت کے توسط و سفارش سے نظارت ہذا کو ارسال کریں تاکہ ان کو دعوت نامہ (سپانسر شپ) جو انگلستان سے موصول ہو چکے ہیں بروقت جاری کئے جائیں (ناظر امور عامہ)

پر حملہ کر۔ ان کے اموال برباد کر دے۔ وَاشْدُدْ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اور دلوں میں جو انانیت پیدا ہو گئی ہے اس کی وجہ سے ان کے دلوں پر سختی کر۔ ایسا عذاب ڈال جس سے دل نرم پڑ جائیں فَلَا یُؤْمِنُوْا حَتّٰی یَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ یہ ہرگز ایمان نہیں لائیں گے جب تک دردناک عذاب کا منہ نہ دیکھیں۔

اب یہ باتیں اللہ تعالیٰ کو بھی معلوم تھیں۔ حضرت موسیٰؑ نے کوئی نئی بات تو نہیں نکالی۔ اس کے باوجود خدا تعالیٰ کیوں ان لوگوں کو توفیق نہیں عطا فرما رہا تھا۔ اس لئے کہ وہ ایمان لانے کے اہل نہیں رہے تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ جب دعاؤں کو قبول کرتا ہے تو دعا اور قبولیت دعا کے دوران ایک بہت ہی گہرا لطیف رشتہ ہوتا ہے جو سطحی مطالعہ سے نظر نہیں آتا مگر اللہ تعالیٰ بھی اپنے بندوں سے ایسے لطائف کرتا رہتا ہے اور یہ مضمون قرآن کریم کی دعاؤں اور استجابت دعا کے مضمون میں بہت ہی دلچسپ رنگ میں محفوظ فرمایا گیا ہے۔ حضرت موسیٰؑ نے یہ کہا کہ جب عذاب الیم دیکھ لیں گے پھر یہ توبہ کریں گے۔ خدا نے کہا۔ ہاں ہمیں علم ہے کہ کس حد تک عذاب الیم دیکھیں گے تو توبہ کریں گے لیکن دعا قبول کرلی اور بعد میں فرمایا کہ جب ہم فرعون کو غرق کرنے لگے تو اس وقت اس نے کہا:

اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْۤ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْۤا اِسْرَآءِیْلَ۔

اس فرعون نے اس وقت پکارا کہ اب میں ایمان لایا ہوں۔ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْ۔ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے جس پر بنو اسرائیل ایمان لے آئے ہیں۔ اس کا جواب اللہ تعالیٰ نے یہ دیا — آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ۔ اب ایمان لاتا ہے جبکہ اس سے پہلے تو انکار کر چکا ہے تو مراد یہ ہے کہ انبیاء کی فراست بھی درست۔ وہ یہ صحیح نتیجہ نکالتے ہیں کہ ابھی اور شدید عذاب میں چاہیئے۔ اس کے بغیر یہ مانیں گے نہیں۔ مگر خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ بعض لوگ گناہ میں اتنا بڑھ جاتے ہیں کہ جس قسم کا عذاب ان کو منواتا ہے وہ عذاب اُسی وقت آتا ہے جب کہ حجت تمام ہو چکی ہوتی ہے اور پھر ایمان لانا بیکار ہو جاتا ہے۔ اب دیکھو تو تمہاری دعا تو یہ سُن کر ہم نے فرعون کو اس حد تک عذاب دے دیا کہ جس کے نتیجے میں بالآخر اس کا سر جھکا لیکن خدا نے یہ کہا کہ اب تو تیری رُوح کے بچنے کا کوئی وقت نہیں رہا چونکہ جب تیری روح خطرے میں تھی تو نے اس وقت تک تو موسیٰؑ اور موسیٰؑ کے رب کو قبول نہیں کیا۔ اب بدن کا خطرہ ہے تو اب تو کہتا ہے کہ مجھے بچا لے تو فرماتا ہے کہ فَالْیَوْمَ نُنَجِّیْكَ بِبَدَنِكَ ٹھیک ہے۔ اب رُوح کے بچنے کا تو وقت نہیں رہا لیکن تیرے بدن کے بچانے کا وقت ہے۔ ہم تیرے بدن کو بچا لیں گے اور وہ اس لئے بچائیں گے تاکہ آئندہ نسلوں کے لئے یہ عبرت کا نشان بن جائے۔

حضرت موسیٰؑ کی دعا کے نتیجے میں پیش آنے والے اس واقعہ سے متعلق تاریخ میں بہت سا ابہام موجود ہے۔ بالعموم تمام مسلمان یہ یقین رکھتے ہیں کہ فرعون وہیں اسی وقت غرق ہو گیا تھا اور بچا نہیں بلکہ صرف اس کا جسم بچا تھا اور تاریخ سے جہاں تک میں نے چھان بین کی ہے ایسی کوئی قطعی شہادت نہیں مل سکی کہ یہ فرعون جس کا ذکر چل رہا ہے یہ غرق ہو گیا تھا کیونکہ جو ممی (MUMMY) ملی ہے وہ ہے تو اسی فرعون کی۔ اس کے ساتھ ایسا واقعہ تو ضرور پیش آیا ہے مگر یہ قطعی شہادت نہیں ملتی کہ وہ غرق ہو کر مرا تھا۔ اس لئے آئندہ مزید تحقیق ہمیں یہ بتائے گی کہ اصل واقعہ کیا ہوا۔ پھر اس آیت کی صحیح تفسیر ہمارے سامنے آئے گی کہ نُنَجِّیْكَ بِبَدَنِكَ سے کیا خدا تعالیٰ کی یہ مراد تھی کہ ہم تیرے بدن کو آج بچائیں گے۔ تیری رُوح پھر بھی نہیں بچے گی۔ تو پھر دنیا میں واپس لوٹے گا اور تیرا یہ بدن دنیا کے لئے آئندہ عبرت کے لئے محفوظ کیا جائے گا اور دوسرا معنی یہ ہے کہ ہم تجھے غرق تو کر دیں گے لیکن تیری لاش کو بچائیں گے اور تیری لاش بعد میں دنیا کے لئے عبرت کا نشان بنے گی تو دونوں صورتوں میں یہ بہت ہی عظیم الشان معجزہ ہے لیکن جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ابھی اس کا ایک پہلو تشنۂ تحقیق ہے۔

پس دعائیں کرتے وقت یہ احتیاط ضروری کرنی چاہیئے کہ اپنی طرف سے دعاؤں میں ایسی ہوشیاریاں یا چالاکیاں نہ کریں کہ بعد میں جب دعا قبول ہو تو پتہ لگے کہ اوہو! یہ تو ہماری دعا کے نتیجے میں ایسی بات ہو گئی۔ ایسے دلچسپ واقعات ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو دراصل بڑے پیارے اور لطیف انداز میں اپنے قرب کے نشان دیتا ہے۔ بعض دفعہ تھوڑی تھوڑی سزائیں بھی ساتھ چل رہی ہوتی ہیں۔ بعض لوگ بڑے معجزے دیکھنا چاہتے ہیں جو ظاہری اور عددی معجزے ہوں کہ جی فلاں شخص نے خواب میں دیکھا ہے کہ فلاں تاریخ کو یہ واقعہ ہو جائے گا اور یہ ہو گیا یہ سطحی چیزیں ہیں۔ اصل جو زندہ معجزہ ہے وہ خدا کا بندے کے ساتھ ایسا باریک سلوک ہے جو زندگی میں اس کے ساتھ ہوتا رہتا ہے۔ ایسے لطیف اشارے اسے ملتے رہتے ہیں جس کے نتیجے میں دل کی گہرائیوں میں یہ بات جاگزیں ہو جاتی ہے کہ میرا اور اللہ کا ایک معاملہ ہے جو چل رہا ہے۔

حضرت منشی اروڑے خان رضؓ

والا واقعہ آپ نے بارہا سنا ہے وہ اسی مضمون سے تعلق رکھتا ہے حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ اور حضرت منشی اروڑے خانؓ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ایک دفعہ رخصت ہو رہے تھے جب واپس جانے کی اجازت لی تو شدید گرمی تھی اور بہت دیر سے بارش نہیں ہوئی تھی تو حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ نے بے تکلفی سے پیار سے عرض کیا کہ حضور! دعا کریں۔ بہت ہی گرمی ہے۔ واپسی کا سفر بھی سخت ہے اللہ تعالیٰ بارش عطا فرمائے۔ تو منشی اروڑے خانؓ نے کہا کہ میرے لئے تو یہ دعا کریں کہ اوپر سے بھی پانی۔ نیچے سے بھی پانی۔ پانی ہی پانی ہو جائے۔ چنانچہ وہ یکے میں بیٹھے اور بٹالے کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں وڈالے کے قریب ایک جگہ جہاں ایک چھوٹی سی پلی آیا کرتی تھی (ہم بھی جب گزرتے تھے تو وہاں ایک چھوٹی سی پلی آیا کرتی تھی) اس سے پہلے کہ وہ پلی آتی اچانک بادل اُمڈ کر آئے اور اس قدر موسلا دھار بارش شروع ہوئی کہ اس سے جل تھل بھر گئے اور وہ گھوڑا اسی طرح سرپٹ دوڑا جا رہا تھا۔ چنانچہ جب وہ پلی آئی تو اس پر وہ یکہ جو اُچھلا تو منشی ظفر احمد صاحبؓ تو تانگے میں ہی رہے اور منشی اروڑے خانؓ اچھل کر باہر پانی میں جا گرے اور اوپر سے بھی پانی تھا اور نیچے سے بھی پانی۔

یہ جو چھوٹے چھوٹے واقعات ہیں یہ بیرونی دنیا کے لئے شاید کوئی حقیقت نہ رکھتے ہوں لیکن مومن کی تقویت ایمان کے لئے بیرونی نشانات سے بہت زیادہ دلنشین اور روح میں اُتر جانیوالے نشانات اس قسم کے ہوا کرتے ہیں اور روزمرہ کی زندگیوں میں احمدیوں کے ساتھ یہ معاملات ہوتے رہتے ہیں۔ بعض دفعہ کوئی ایسا آدمی جس سے خدا تعالیٰ اچھی توقع رکھتا ہے کوئی چھوٹی سی غلطی کر بیٹھتا ہے تو اسی وقت اس کو سزا ملتی ہے بعض ایسے ہیں جن کو بڑی بڑی غلطیوں پر بھی سزا نہیں ملتی اور وہاں سزا نہ ملنا خدا تعالیٰ کے غضب کی نشانی ہوتی ہے۔ بعض دفعہ اپنے پیاروں کو انسان جلدی پکڑتا ہے جن سے اچھی توقعات ہوں ان کو جلدی ٹوکتا ہے۔ جن سے اچھی توقعات نہ ہوں اُن کی بڑی بڑی چیزوں سے بھی درگزر کر جاتا ہے

کرانا سے توقع ہی نہ تھی۔ اس لئے دعاؤں کے مضمون میں آپ کو قرآن کریم میں کبھی ایسے بڑے دلچسپ واقعات ملیں گے جہاں دعا کرنے والے نے ذرا کہیں کوئی غلطی کی تو اللہ تعالیٰ نے بڑے پیار سے اور لطیف انداز میں قبولیت کے وقت اس کی طرف اشارہ فرما دیا۔

پس فرعون کے ڈوبنے کی دعا کا حضرت موسیٰؑ کی اس دعا سے گہرا تعلق ہے جس کے نتیجے میں بالآخر اس کو ایمان لانے کی بھی توفیق ملی لیکن یہ بے کار اور اس کا کوئی بھی فائدہ اس کو نہ پہنچا لیکن یاد رکھیں انبیاء کی دعائیں تو بے کار نہیں جایا کرتیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس میں ایک نیا اور لطیف مضمون داخل فرما دیا۔

لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً۔

ہم تیرے بدن کو محض ایک فضول لطیفہ گوئی کے طور پر نہیں بچا رہے خدا تو کوئی عبث کام نہیں کیا کرتا اور پھر میرے بندے موسیٰؑ کی دعا تھی اس کا کچھ نہ کچھ فائدہ تو پہنچنا چاہیئے۔ تو جو فائدہ تجھے نہیں پہنچا وہ تیری وجہ سے آئندہ نسلوں کو پہنچے گا اور آنے والے لوگ اس سے نصیحت حاصل کریں گے تو دیکھیں بظاہر سرسری طور پر ان دعاؤں سے گزریں تو معمولی سا مضمون سمجھ میں آتا ہے لیکن جب ڈوب کر چلیں اور ان کے اندر جو مضامین کی تہیں ہیں ان کو دیکھتے ہوئے سیر کرتے ہوئے آگے بڑھیں تو بڑے بڑے لطیف مضامین ہیں جو ان دعاؤں میں اور ان کی قبولیت کے نشانات میں پوشیدہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کا عرفان عطا فرماتا رہے۔

یہ آیت پوری یوں ہے: آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً ۭ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ۝ (سورۃ یونس: ۹۲-۹۳)

کہ اب تو کہتا ہے میں ایمان لے آیا حالانکہ اس سے پہلے عمر تم نے عصیان میں گزار دی اور تو صرف گنہگار ہی نہیں بلکہ فساد کرنے والا گنہگار تھا۔ فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ — پس آج کے دن ہم تیرے بدن کو نجات بخشیں گے تاکہ تو اپنے بعد میں آنے والوں کے لئے عبرت کا نشان بن جائے۔

وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ۔ اور دنیا میں اکثر لوگ ہماری آیت سے غافل ہیں۔

اس موقعہ پر جبکہ یہ آیت نازل ہوئی ہے، یہ کہنا کہ دنیا کے اکثر لوگ ہماری آیات سے غافل ہیں' دہرے معنے رکھتا ہے۔ ایک تو عمومی بیان ہے کہ لوگ اکثر خدا کی آیات سے غافل ہی ہوتے ہیں دوسرا یہ کہ فرعون کی لاش کے متعلق اس وقت ساری دنیا غفلت میں تھی اور یہ ایک ایسا نشان تھا جس پر دنیا کے کسی عالم کی بھی نظر نہیں تھی، کسی تاریخ دان کی بھی نظر نہیں تھی کیونکہ اس وقت کی معروف تاریخ کے مطابق فرعون کے دریا میں غرق ہونے کا واقعہ اور پھر خدا کا اس سے وعدہ کرنا' یہ دنیا کے کسی تاریخی ریکارڈ میں درج نہیں تھا۔ قرآن نے پہلی دفعہ بیان فرمایا اور مصر کی تہذیب تہہ در تہہ ریت میں دفن ہو چکی تھی اور وہ بڑے بڑے مقبرے جن میں بعد میں فراعین کی لاشیں مدفون پائی گئیں اور بعد میں دریافت ہوئیں وہ اس وقت کی دنیا کی نظر میں نہیں تھے۔ پس اس ذکر کا کیا پیارا انجام ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ۝ کہ دنیا میں اکثر لوگ ہماری آیات سے غافل ہوتے ہیں۔ ہم اتنے مستغنی ہیں کہ ہمیں کوئی جلدی نہیں، کوئی گھبراہٹ نہیں۔ جانتے ہیں کہ ایک وقت ضرور ایسا آئے گا کہ یہ مدفون خزانے پھر ابھر آئیں گے اور زمین ان خزانوں کو یعنی خدا تعالیٰ کے نشانات کے خزانے باہر پھینک دے گی۔

اب میں آپ کو حضرت نوحؑ کی دعا بتاتا ہوں۔ قرآن کریم فرماتا ہے: وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا ۭ اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ نوحؑ کی جو یہ دعا ہے' یہ دراصل اللہ تعالیٰ کی طرف سے سکھائی ہوئی دعا ہے فرمایا: وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا۔ اس کشتی میں سوار ہو جاؤ۔

بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا۔

اور یہ پڑھتے چلے جاؤ کہ اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ' اس کی ذات بابرکات کے ساتھ ہم اس سفر کا آغاز کرتے ہیں۔ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا۔ اس کشتی کا چلنا بھی اور اس کا ٹھہرنا بھی اسی کے نام سے ہے۔ اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ یقیناً میرا رب بہت ہی بخشنے والا اور بہت ہی رحم کرنے والا ہے۔

پس یہ الہامی دعا ہے اور جتنے بھی سمندر کے یا دریاؤں وغیرہ کے سفر اختیار کئے جاتے ہیں ان میں عام طور پر وہ مسلمان جو اس دعا سے واقف ہیں یہی دعا کرتے ہیں اور ہمیں بھی سب احمدیوں کو یہ دعا کرنی چاہیئے۔ قادیان میں تو سب کو اس دعا سے بہت ہی واقفیت تھی اور بچے بچے کو سکھائی جاتی تھی لیکن اب جو موجودہ نسلیں ہیں اس سے کچھ غافل ہوتی جا رہی ہیں۔ اس لئے میں یہ دعائیں دوبارہ پڑھ کر ان کا پس منظر آپ کو بتا رہا ہوں کہ اپنے بچوں کو، اپنے ماحول میں سب عزیزوں کو یاد بھی کرائیے اور ان کا مضمون سمجھائیے ان دعاؤں سے ایک ذاتی تعلق پیدا کر دیں تاکہ جب بچے یہ دعائیں مانگیں یا آئندہ جو بڑے بھی ہوں گے وہ مانگیں تو ان کے دل کی گہرائیوں سے یہ دعائیں اٹھیں اور اس مضمون کو سمجھ کر وہ یہ دعائیں کرنے والے ہوں۔

حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کشتی میں سوار ہونے کے بعد اللہ کے نام پر جو سفر اختیار کیا اس سفر میں ان کا ایک بیٹا ساتھ نہیں تھا اور جب وہ طوفان بہت بڑھا تو آپ نے دیکھا کہ وہ بیٹا ایک پہاڑی کے دامن میں کھڑا ہے۔ آپ نے اس کو آواز دی اور کہا کہ تم آجاؤ۔ ہمارے ساتھ شامل ہو جاؤ۔ اس نے کہا کہ میں تو اس پہاڑ میں پناہ لے لوں گا مجھے تمہاری کشتی کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اس کے بعد اگلا منظر خدا تعالیٰ یہ بیان فرماتا ہے کہ یہ بات ہو رہی تھی کہ ایک موج ان دونوں کے درمیان حائل ہو گئی اور وہ ہمیشہ کے لئے نظر سے غائب ہو گیا۔ اس پر حضرت نوحؑ نے بڑی بے چینی سے یہ عرض کی کہ اے خدا! تو نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ میں تیرے اہل کو بچاؤں گا اور میں تیرے مقاصد کو' تیرے طریق کار کو نہیں سمجھ سکتا لیکن میں یہ جانتا ہوں کہ میں نے اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے اہل کو غرق ہوتے دیکھ لیا ہے۔ تو بہتر جانتا ہے کہ یہ کیوں ہوا ہے لیکن میرے ذہن میں ایک خلش سی پیدا ہو گئی ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت نوحؑ کو یہ جواب دیا۔

اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ کہ اے نوحؑ! یہ تیرا اہل نہیں تھا۔ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ۔ یہ بد اعمال بچہ تھا اور بداعمال اولاد نبیوں کی اولاد نہیں ہوا کرتی۔ یعنی نبیوں کی طرف منسوب ہونے کی اہلیت نہیں رکھتی تو اَھْل بمعنی اہلیت کے ہے۔ محض خونی رشتے کے لحاظ سے اولاد ہونا مراد نہیں۔ تو خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ۔ یہ تو غیر صالح لڑکا ہے۔ اس کے اعمال اچھے نہیں۔ یہ کیسے تیرا اہل ہو گیا۔ فَلَا تَسْـَٔــلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۭ اِنِّىْٓ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ۝

فَلَا تَسْـَٔــلْنِ: پس مجھ سے مت سوال کر ایسی باتوں کے متعلق جن کا تجھے علم نہیں ہے۔ اِنِّىْٓ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ۔ میں تجھے نصیحت کرتا ہوں مبادا تو جاہلوں میں سے نہ ہو جائے یعنی اگر تو نے احتیاط نہ کی تو خطرہ ہے کہ

اسی بیچ پر اگر آگے بڑھتا رہا تو ظالموں میں شامل ہو جائے گا۔ اس پر حضرت نوح علیہ السلام نے پھر بڑی بے قراری سے یہ عرض کیا: رَبِّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ اَنْ اَسْئَلَکَ مَا لَیْسَ لِیْ بِہٖ عِلْمٌ۔ اے میرے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں کہ میں آئندہ کبھی تجھ سے ایسا سوال کروں جس کا مجھے علم نہ ہو۔ وَ اِلَّا تَغْفِرْ لِیْ وَ تَرْحَمْنِیْ اَکُنْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ ۔ اور اگر تو نے مجھ سے بخشش کا سلوک نہ فرمایا اور مجھ پر رحم نہ فرمایا تو میں یقیناً گھاٹا پانے والوں میں سے ہو جاؤں گا۔

یہاں جو مشکل مسئلہ ہے

وہ یہ ہے کہ جس چیز کا انسان کو علم ہو اس کے متعلق تو وہ سوال ہی نہیں کرتا اور جس چیز کا علم نہ ہو اس کے متعلق سوال کیا جاتا ہے تو یہاں پھر یہ کیا گفتگو ہو رہی ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تو نے آئندہ ایسی باتوں کا سوال کیا جس کا تجھے علم نہیں تو تو ظالموں میں سے ہو جائے گا۔ نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا اور حضرت نوح علیہ السلام کہتے ہیں کہ میں توبہ کرتا ہوں، میں تیری پناہ میں آتا ہوں۔ اے خدا! آئندہ کبھی میں ایسا سوال نہ کروں جس کا مجھے علم نہ ہو۔ تو یہ عجیب سا معمہ ہے کہ اگر علم ہو تو سوال کرنے کی ضرورت کیا ہے اور اگر علم نہ ہو تو سوال کرنا گناہ کیسے ہو گیا۔ دراصل یہاں سوال کی پردہ داری فرمائی گئی ہے۔ ستاری کا سلوک ہوا ہے۔ ایک خفیف سا اعتراض دل میں پیدا ہوا ہے جسے لفظوں میں بیان نہیں کیا گیا اور چونکہ حضرت نوح علیہ السلام ایک بڑے بلند پایہ نبی تھے اور اس اعتراض پر خود آپ نے بھی معلوم ہوتا ہے پردہ رکھا ہوا تھا۔ آپ نے جو دعا کی ہے اور سوال کیا ہے وہ بتا رہا ہے کہ ادب اپنی جگہ ہے لیکن ساتھ ہی بے قراری بھی ہے کہ مجھے سمجھ نہیں آرہی تو نے کیا کر دیا۔ میرا دل بے چین ہو گیا ہے۔ خدا کے جو اولوا العزم انبیاء ہوتے ہیں ان کا دل ایسی باتوں پر بے چین نہیں ہونا چاہئے۔ ان سے خدا یہ توقع رکھتا ہے کہ وہ سمجھ جائیں کہ کچھ ایسے واقعات ضرور ہوئے ہیں جن کا مجھے علم نہیں لیکن خدا کے علم میں ہیں اور خدا کا فیصلہ سچا ہے۔ اس لئے فیصلے سے متعلق سوال اٹھانے کا مجھے کوئی حق نہیں۔ یہ جو مضمون ہے یہ بہت ہی لطیف اور بہت گہرا مضمون ہے اور اسی کو نہ سمجھنے کے نتیجہ میں میں نے دیکھا ہے بہت سے اپنی جان پر ظلم کرنے والے احمدی بھی ٹھوکر کھا جاتے ہیں۔ خلفاء کے وقت کے کچھ ایسے فیصلے ہوتے ہیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بارہا ایسے واقعات ہوئے ہیں جو بہت ہی باریک حکمت کے پیش نظر کئے جاتے ہیں اور ان کا دنیا کو علم دیا بھی نہیں جا سکتا۔ یہ دوسرا مضمون بھی اس میں مخفی ہے اور بہت ہی اہمیت والا مضمون ہے۔ بعض دفعہ انسان ایک سوال کر کے مزید دکھ میں مبتلا ہوتا ہے کیونکہ اس کا جواب اس کو اور تکلیف میں مبتلا کر دیتا ہے۔ ایک بیٹا ہے جس کی بدکاری کے متعلق کسی کو علم نہیں، باپ کو علم نہیں۔ خدا تعالیٰ نے اس پر پردہ ڈالا ہوا تھا اور نوح علیہ السلام نے جب شکوہ کا اظہار کیا، ایسے شکوہ کا اظہار جو اتنا مخفی تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو شکوہ کے طور پر پیش کرنا بھی پسند نہ فرمایا۔ لیکن آپس میں جو مکالمہ ہوا ہے اس کی طرز بتا رہی ہے کہ اندر کیا بات تھی۔ ادب بہرحال قائم تھا اور اس وقت شکوہ کے دوران بھی اتنا گہرا ادب تھا کہ اس ادب کے نتیجہ میں اس وقت خدا نے آپ کو جاہل قرار نہیں دیا بلکہ یہ بتایا کہ آغاز اسی طرح ہوا کرتا ہے۔ ایک انسان اگر اپنے سے بالا ایسے لوگوں کے فیصلے جن کا احترام لازم ہے باریک نظر سے نہ دیکھے اور شکوہ کی گنجائش ہو تو اس کا پہلا تقاضا تو یہی ہے کہ ادب اور احترام کی وجہ

سے زبان نہ کھولے اور استغفار سے کام لے اور دعا سے کام لے لیکن اگر اس سے ایسا ہو بھی جائے اور بار بار ایسا ہو تو پھر خطرہ ہے کہ انسان مزید ٹھوکر کھا جائے گا۔ پس ایسے مختلف فیصلوں میں جہاں ایک مومن ایمان بھی رکھتا ہے اور ادب بھی رکھتا ہے وہاں بھی بعض دبی ہوئی آزمائشیں بھی بہت ہی خطرات کا پیش خیمہ بن سکتی ہیں اور اس سلسلے میں نہایت اعلیٰ تعلیم یہ دی گئی ہے کہ اعتراض نہیں کرنا چاہئے، استغفار سے کام لینا چاہئے، اپنے ایمان کی حفاظت کرنی چاہئے اور اللہ پر توکل کرنا چاہئے اور خدا سے یہ دعا کرنی چاہئے کہ وَ اِلَّا تَغْفِرْ لِیْ وَ تَرْحَمْنِیْ اَکُنْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ ۔ کہ اے خدا! اگر تو نے بخشش کا سلوک نہ فرمایا اور رحم نہ کیا تو اس صورتحال میں میں یقیناً گھاٹا پانے والوں میں شامل ہو جاؤں گا اور اگر سوال اٹھتے ہیں تو پھر یہ دعا بہت اچھی ہے۔ یعنی اس کا پہلا حصہ کہ

قَالَ رَبِّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ اَنْ اَسْئَلَکَ مَا لَیْسَ لِیْ بِہٖ عِلْمٌ ط

اے خدا! میں تیری حکمتوں کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ میں نہیں جانتا کہ اس دنیا میں بہت سی باتیں کیوں ہو رہی ہیں۔ تیری تقدیر کیا کیا مخفی مصلحتیں لئے ہوئے ہے۔ تیرے فیصلے کو ہم دیکھ لیتے ہیں۔ تیری تقدیر پر نظر نہیں جاتی۔ اس لئے ہم تجھ سے ان شکوک کے بارہ میں پناہ مانگتے ہیں جو ایسے موقعوں پر دلوں میں پیدا ہو جایا کرتے ہیں۔

ایک دعا حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا ہے جو اسی سورۃ کا ایک اور مضمون بھی ہمیں سمجھا رہی ہے۔ سورۂ یوسف کے آغاز میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو ہم بیان کرنے لگے ہیں

یہ احسن القصص ہے

اتنا حسین واقعہ ہے کہ ایسا دلچسپ واقعہ، اس سے زیادہ پیارا اور دلکش قصہ تم نے کبھی نہیں سنا ہوگا، نہ سن سکتے ہو کیونکہ یہ احسن القصص ہے۔ اب قرآن کریم میں انبیاء کے بہت سے قصص بیان ہوئے ہیں اور ایک سے ایک بڑھ کر بڑے دلچسپ واقعات بیان ہوئے ہیں لیکن صرف سورۂ یوسف کو احسن القصص کہا گیا ہے۔ میں اس پر غور کرتا رہا تو میرے دل نے یہ گواہی دی کہ یہ دعا جو حضرت یوسف علیہ السلام نے کی ہے یہ حسن کی انتہا ہے۔ اتنی حسین دعا ہے اور حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن کا ایسا عجیب منظر پیش کرتی ہے کہ انسانی دنیا میں آپ کو ایسی مثالیں دکھائی نہیں دیں گی۔ آپ کو زلیخا نے عجیب ابتلاء میں ڈالا اور دعوت دی اور اپنے ساتھ اس شہر کی یا اس قصبے کی دوسری خوبصورت عورتوں کو بھی شامل کر لیا کہ اگر یہ اکیلا میرے سے پوری طرح قابو نہیں آسکتا تو ہو سکتا ہے ہم سب مل کر اس پر اپنا جادو چلائیں تو یہ اس جادو کے اثر کے تابع ہماری بات مان جائے۔ یہ سکیم تھی جس کا قرآن کریم میں ذکر ہے۔ اس پر حضرت یوسف علیہ السلام یہ دعا کرتے ہیں:

قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَیْہِ

(سورۂ یوسف: ۳۴)

یہ مجھے لذتوں کی طرف اور عیش و عشرت کی طرف بلا رہے ہیں۔ اے خدا! میں زیادہ پسند کرتا ہوں کہ میں قید ہو جاؤں اور قید خانے میں زندگی بسر کروں۔ مجھے یہ آزادی پسند نہیں ہے جو لذتوں کی آزادی ہے مگر تیری رضا کی آزادی نہیں ہے۔ کتنی عظیم الشان دعا ہے۔ وہ یہ بھی دعا کر سکتا تھا کہ اے خدا! مجھے بچا لے لیکن دوسری طرف قید خانے کو دیکھا۔ اس مضمون کو ذہن میں رکھا اور یہ دعا کی کہ اے خدا! مجھے قید منظور

زیادہ پسند ہے۔ اب دیکھیں دُعا اور قبولیت میں کیسے لطیف رشتے ہیں۔ میں پہلے یہ سمجھ نہیں سکتا تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام بیچارے کو اللہ تعالیٰ نے اتنی لمبی قید میں کیوں مبتلا کر دیا۔ اپنی مُنہ مانگی دُعا ہے جو اُن کے سامنے آئی۔

پس جہاں ایک طرف یہ دُعاؤں میں احتیاط بتانے والا مضمون ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے ہمیں سکھایا کہ اپنے لئے مشکل دُعا مانگا ہی نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ تو تمہیں مشکل میں ڈالے بغیر بھی معاملے حل کر سکتا ہے۔ اس لئے خواہ مخواہ کیوں اپنے آپ کو مشکل میں ڈالتے ہو۔ آپؐ نے یہ کہہ کر ہم پر بڑا احسان فرمایا لیکن دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ میرے بندے جب بعض دُعائیں مانگتے ہیں تو میں اُن کے دل کی صداقت ظاہر کرنے کے لئے ایسا کرتا ہوں۔

اس دُعا نے اور اس کی قبولیت نے مل کر اس معاملے کو اتنا حسین بنا دیا ہے کہ جب سے دُنیا بنی ہے ایسا عجیب واقعہ کبھی دُنیا میں پیش نہیں آیا کہ وہ خدا جو اپنے بندے سے اتنا پیار کرتا ہے اور پھر ایسے پاکباز بندے سے یعنی یوسف علیہ السلام جیسے بندے سے، اُس کی دُعا بھی سُنتا ہے اور اس کو بچا بھی لیتا ہے اور پھر قید خانے میں ڈال دیتا ہے۔ تو قید خانے میں کیوں ڈال دیا؟

میرے نزدیک اس لئے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے دل کی سچائی ثابت ہو اور عام دُعا کرنے والوں سے الگ اور ممتاز کر کے آپ کو دکھایا جائے ورنہ دُعا کرنے والے بڑی بڑی دُعائیں کر جاتے ہیں اور باتوں باتوں میں اپنی جان فدا کرتے رہتے ہیں لیکن جب ابتلاء کا وقت آتا ہے تو جانیں لے کر بھاگ جاتے ہیں۔ میں نے دیکھا ہے اور مجھے کئی خط بھی آتے ہیں کہ جی آپ کہیں تو مال جان سب کچھ حاضر اور چھوٹا سا ابتلاء اولاد کی طرف سے آجائے یا قضاء کے فیصلے کی طرف سے آجائے تو نہ جان حاضر ہوتی ہے، نہ مال حاضر ہوتا ہے۔ وہی لوگ باتیں بنانی شروع کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں۔ یہ خلیفہ ہے؟ اسمیں تو انصاف ہی کوئی نہیں۔ تو خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ مُنہ کی اکثر باتیں جھوٹی اور بے معنی ہوا کرتی ہیں۔ خدا کے حضور سجدوں میں لوگ بڑی بڑی پیاری دُعائیں کرتے ہیں۔ روتے ہوئے بھی کرتے ہیں کہ اَے خدا! یہ ہو جائے تو ہم سب کچھ پیش کرنے کے لئے تیار ہیں مگر جب مشکل پڑتی ہے تو اس وقت وہ پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔ قرآن کریم نے اس مضمون کو ایک اور جگہ یوں بیان فرمایا کہ تم لوگ تو قتال مانگا کرتے تھے۔ کہتے تھے کہ اَے خدا! ہمیں جہاد کے وہ میدان دکھا جہاں ہم اپنی قربانیاں پیش کریں اور اب وہ آگیا ہے تو تم کھڑے دیکھ رہے ہو۔ تمہیں سمجھ نہیں آرہی کہ کیا کریں تو دُعا سے کوئی چیز مانگنا اور بات ہے اور جب وہ ابتلاء سامنے آکھڑا ہو تو اس میں پڑنا اور حوصلے کے ساتھ، صبر کے ساتھ اس تکلیف کو برداشت کرنا اور بات ہے۔ پس خدا تعالیٰ نے اس حسین قصے میں جو سب سے زیادہ حسین ہے ہمیں یہ بتایا کہ یوسف علیہ السلام نے دُعا مانگی اور ہم نے اس کی دُعا کو قبول کیا تو محض اس کو تکلیف دینے کے لئے نہیں بلکہ ہماری دنیا کو بتانے کے لئے اور ہمیشہ ہمیش کے لئے بتانے کے لئے کہ وہ دُعا میں انتہائی سچا اور مخلص تھا۔ واقعۃً اس کو قید خانہ اور اس کی صعوبتیں دکھائی دے رہی تھیں اور وہ اُن کی پناہ مانگ رہا تھا کہ اَے خدا! اس عیش کی زندگی سے مجھے وہاں ڈال دے چنانچہ پھر انہوں نے خوشی سے قبول کیا، وہاں رہے، وہاں تبلیغیں کرتے رہے، وہاں خدا کی یاد میں مزے کی زندگی گزاری اور ایک ذرہ بھی دل میں شکوہ پیدا نہیں ہوا کہ مجھ معصوم کو جو آج ساری دنیا میں سب سے زیادہ معصوم انسان ہے، بے جرم کیوں مارا جا رہا ہے اور پھر آخر پر جب آپ کو وہاں سے نجات ملتی ہے تو پھر اس وقت بہت ہی عجیب حیرت انگیز انکسار کا اظہار کرتے ہیں۔ پیغامبر کو کہتے ہیں پہلے اپنے آقا، بادشاہ سے کہو کہ وہ جو عورتیں تھیں جنہوں نے الزام لگایا تھا ان کا حال تو پوچھو۔ کیا حال ہے ان کا؟ اب کیا کہتی ہیں؟ اور مجھے نکالو تو معصوم حالت میں نکالو۔

دیکھیں

کتنا عجیب دلچسپ اور گہرا مضمون ہے۔

فرمایا۔ میں الزام کی حالت میں گیا ہوں۔ میں الزام کی حالت میں کیسے باہر آجاؤں۔ یہ الزام تو مجھے پسند نہیں ہے۔ اس کی خاطر تو ساری تکلیفیں برداشت کی تھیں۔ اس لئے میں جب تک معصوم ہو کر نہیں نکالا جاتا مجھے ابھی بھی آزادی نہیں چاہیئے۔ حالانکہ بادشاہ مہربان ہو چکا ہے اور پھر جب بادشاہ نے اُن سے پتہ کروایا تو اُنہوں نے کہا وہ تو بالکل معصوم ہے۔ فرشتہ ہے۔ اس کا کوئی قصور نہیں۔ ہم نے شرارت کی تھی۔ ہم نے فتنہ پیدا کیا تھا اس کے بعد وہ یہ کہتے ہیں میں اپنے نفس کو اب بھی بری نہیں کرتا۔ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْٓءِ۔ کہ انسان کا نفس تو گناہوں کی تعلیم دینے والا ہے۔ اللہ ہی کا فضل تھا جو میں بچ گیا ہوں۔

پس دیکھیں کہ قرآنی دُعائیں جو گہرے مضامین سمیٹے ہوئے ہیں جب آپ ان میں غوطہ مارتے ہیں۔ ان میں اُتر کر اُن دُعاؤں کو اور اُن کی مقبولیت کے حالات کو دیکھتے ہیں تو کیسے کیسے حسین دلکش نظارے ان پردوں کے پیچھے دکھائی دیتے ہیں اور صرف یہی نہیں بلکہ پردوں کے پیچھے اور پردے ہوتے ہیں۔ آپ اور بیچ میں داخل ہوتے چلے جائیں۔ اپنے نفس پر ان مضامین کو وارد کرتے رہیں تو آپ کو اور زیادہ لطیف اور دلکش نظارے ان کے پیچھے سے دکھائی دیتے چلے جائیں گے۔

پھر ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دوسری دُعا جو اُس سے ملتی جلتی ہے جو پہلے گزر چکا ہے۔ وہ یہ بیان فرمائی گئی:

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ۝

(سورۃ ابراہیم : ۳۶)

یہ جو دُعا ہے یہ اس دعا سے ملتی جلتی لیکن اس سے مختلف ہے جو سورۃ بقرہ کی ۱۲۵ اور آگے پیچھے کی آیات میں درج تھی وہاں بھی یہ ذکر ہے کہ وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا۔ سرسری نظر سے پڑھیں تو ایک ہی دُعا لگتی ہے۔ دونوں جگہ اس شہر کے امن کی دُعا مانگی گئی ہے۔ اس کے امین ہونے کی دُعا مانگی گئی ہے۔ لیکن حقیقت میں جو پہلی دُعا تھی اس میں شہر کے لئے دُعا نہیں مانگی تھی، جگہ کے لئے دُعا مانگی تھی کیونکہ وہاں یہ دُعا ہے: رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا۔ یہ جگہ چٹیل میدان جہاں کچھ بھی نہیں ہے۔ اسے ایک بستے بستے شہر میں تبدیل فرما دے۔ پس یہ دُعا جو اب کی گئی ہے اس میں یہ نہیں فرمایا کہ اس جگہ کو امن کی جگہ بنا دے بلکہ فرمایا ہے: هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا کہ اَے خدا! تو نے میری دُعاؤں کو سُن لیا اور اس جگہ کو شہر بنا چکا ہے۔ اب یہاں باقاعدہ آبادی ہے۔ اب

میں اس شہر کے لئے تجھ سے امن کی دُعا مانگتا ہوں

اس کے بعد اس دُعا میں بعض ایسی باتوں کا ذکر ہے جو دراصل پہلی دُعا کے ساتھ گہرا تعلق رکھتی ہیں اور ان کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے آپ سے جو خطاب فرمایا اس کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنی دُعا میں ترمیم کی گئی ہے۔ پہلی دُعا آپ کو یاد دلانے کے لئے پڑھتا ہوں۔ وہ یہ تھی:

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗۤ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ (البقرہ : ۱۲۷)

جب ابراہیمؑ نے خدا سے یہ عرض کیا کہ اے خدا! اس جگہ کو تُو ایک شہر میں تبدیل فرما جو امن کا شہر ہو اور اس میں بسنے والوں کو تُو ہر قسم کے رزق عطا فرما۔ ہر قسم کے پھل عطا فرما۔ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ یعنی اُن سب کو جو اللہ پر ایمان لے آئیں اور آخرت پر ایمان لے آئیں۔ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا۔ اے ابراہیمؑ! میں تیری دُعا کو اس سے زیادہ قبول کرتا ہوں جتنا تُو مانگ رہا ہے۔ جو اُن میں سے ایمان نہیں بھی لائے میں دنیا کی زندگی میں اُن کو بھی فائدہ پہنچاؤں گا۔ ہاں آخرت میں ان کو میں عذاب دوں گا۔

یہ جو آخرت کے عذاب کا جواب تھا اس نے حضرت ابراہیمؑ کو بڑا ڈرا دیا ہے اور اگلی دُعا میں پھر آپ نے ترمیم کر دی ہے۔ اس ترمیم کی طرف میں آپ کو لے کر جاؤں گا تو پھر آپ سمجھیں گے کہ اس دُعا میں اور اس دُعا میں کیوں فرق ہے؟ اور کیسے پیارے انداز میں پھر آپ نے وہ ترمیم کر کے دُعا کی ہے۔ کہتے ہیں:

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ

پتہ لگ گیا ہے کہ کوئی ظالم ضرور پیدا ہوں گے۔ کچھ مشرک پیدا ہوں گے۔ شہر توحید کی خاطر بنایا گیا لیکن یہیں شرک کرنے والے بھی داخل ہو جائیں گے۔ تو یہ دُعا کی کہ اے خدا! مجھے اور میری اولاد کو اس بات سے بچائے رکھ کہ ہم کبھی بھی بتوں کی پرستش کریں۔ رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ کہ ان بتوں اور جھوٹے خداؤں نے تیرے اکثر بندوں کو گمراہ کر دیا۔ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ۔ جو ان میں سے میری پیروی کرے گا وہ میرا ہو گا اور جو میرا ہو گا وہ موحّد ہی رہے گا۔ اس لئے میروں پر تو تُو ناراض ہو گا ہی نہیں۔ کس طرح اُن کا دامن بچالیا۔ پہلے خدا نے اس دُعا کے نتیجے میں ایک استثناء کیا تھا اور کہا تھا کہ میں اُن کے ساتھ دنیا میں تو حسن سلوک کرتا رہوں گا لیکن آخرت میں ان کو پکڑوں گا۔ اس کے بعد یہ کہا کہ جو میرا ہو گا اس کو تو تُو ایسا نہیں سزا نہیں دے گا کیونکہ مجھ سے تُو اتنا پیار کرتا ہے اور مجھ سے تُو ایسا حسن سلوک فرماتا ہے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جو میرا ہو اس کے ساتھ بھی تو کسی قسم کا غضب کا معاملہ فرمائے گا۔ رہا اُن لوگوں کا معاملہ جو میرے خلاف ہوں گے، جو گنہگار ہوں گے، جن کے متعلق تُو نے کہا ہے کہ میں انہیں عذاب الیم میں مبتلا کروں گا۔ حضرت ابراہیمؑ بے حد رحم کرنے والے تھے بڑے نرم دل تھے اور قرآن کریم میں اس کا ذکر فرمایا گیا ہے تو وہاں بھی دل نہیں چاہتا کہ ان سے سختی کا سلوک ہو تو کہتے ہیں کہ وَمَنْ عَصَانِيْ جہاں تک ان لوگوں کا تعلق ہے جو میرے نافرمان ہیں فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ مجھے تو اتنا پتہ ہے کہ تو بڑا بخشنے والا بڑا رحم کرنے والا ہے۔ بس یہ کہہ کر بات چھوڑ دی۔ تُو چاہے تو سزا دے سکتا ہے اور میری پہلی دُعا کے جواب میں تُو نے مجھے بتا دیا ہے کہ ایسے بد نصیبوں کو بالآخر سزا ملے گی تو میں اب نئی ترمیم شدہ دُعا یہ عرض کر رہا ہوں کہ جو میرا ہے وہ تو اس میں آہی گیا اور جو میرا نہیں رہے گا میں اُس کے لئے بھی صرف یہ کہتا ہوں کہ اُس کو نہ دیکھنا۔ اپنی ذات کو دیکھنا۔ وہ گنہگار ہے لیکن تو غفور رحیم ہے۔

دُعا کا کتنا پیارا انداز ہے۔

اور دُعا کا کتنا دردناک انداز ہے۔ اگر اس گہرے درد کو سمجھ کر اسی درد میں ڈوب کر آپ دُعائیں کریں تو دیکھیں آپ کی دُعاؤں کو

کیسے کیسے پھل لگتے ہیں۔ پھر عرض کیا:

رَبَّنَاۤ اِنِّيْۤ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْـِٕدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْۤ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ۝

(سورۃ ابراہیم : ۳۸)

کہ اے خدا! میں نے اپنی اولاد کو، اپنی اس پیاری اولاد اسماعیلؑ کو اس بے آب و گیاہ وادی میں ایک ایسے لق و دق صحرا میں جہاں کچھ بھی نہیں اُگتا، تیرے مقدس گھر کے قریب اس لئے چھوڑا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ کہ یہ لوگ تیری عبادت کریں۔

ان کے لئے جو یہ دُعا مانگی تھی کہ ان کو پھل دینا، ان پر رحمتیں کرنا۔ (پہلی دُعا میں یہ ذکر تھا) وہ ثانوی باتیں ہیں۔ میرا مقصد اصل یہ تھا کہ تیرے گھر کے قریب میں ان کو چھوڑوں تاکہ اس گھر کے مقاصد کو یہ پورے کرنے والے ہوں۔ لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْـِٕدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْۤ اِلَيْهِمْ۔ پس اس وجہ سے لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کر کہ یہ تیرے عبادت گزار بندے ہیں ورنہ اگر تیرے عبادت گزار بندے نہ ہوں تو ان کو پھل کھلوانے میں مجھے کوئی دلچسپی نہیں۔ مجھے تو یہی دلچسپی تھی کہ قیامت کے دن تُو بخشش کر سکتا ہے تو ضرور بخش۔ جہاں تک دُنیاوی پھلوں کا تعلق ہے تُو نے وعدہ تو کر دیا ہے مگر میں عرض کرتا ہوں کہ اُن کی بھی مجھے اس میں کوئی دلچسپی نہیں۔ دُنیا میں ان کو کچھ دے نہ دے لیکن جو نیک بندے ہیں، جو عبادت کرنے والے ہیں، ان کی طرف دلوں کو ضرور مائل فرمانا اور ان کے لئے لوگ دور دور سے طرح طرح کے تحائف لے کر آئیں، ہر قسم کے پھل اُن تک پہنچیں۔ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ۔ تاکہ وہ تیرے شکر گزار بنیں۔ اِن نعمتوں کو دیکھیں اور بار بار تیرا شکر ادا کریں کہ اے خدا! محض تیرے پیار کا اظہار ہے کہ لوگوں کے دل ہماری طرف مائل ہو رہے ہیں ورنہ ہماری کیا حیثیت تھی۔

رَبَّنَاۤ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِيْ وَمَا نُعْلِنُ ؕ

حضرت ابراہیمؑ کا مقام آپ کی دعاؤں پر غور کرنے سے مزید اُبھرتا چلا جاتا ہے۔ یہ عرض کیا کہ اے خدا! میری نیت پاک ہے۔ مجھے تو یہ دلچسپی تھی کہ عبادت کرنے والے ہوں۔ ظاہری رزق میں مجھے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ ساتھ ہی یہ خیال آیا کہ بعض دفعہ انسان اپنی مخفی نیتوں سے خود بھی واقف نہیں ہوا کرتا۔ خدا کے حضور تو یہ دعویٰ کرنا بہت بڑی بات ہے کہ میں اس نیت سے کر رہا ہوں اور فلاں نیت سے نہیں کر رہا۔ تو فوراً عرض کیا: رَبَّنَاۤ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِيْ وَمَا نُعْلِنُ اے خدا! تُو جانتا ہے جو ہم چھپاتے ہیں اور جن باتوں کا ہم اظہار کر رہے ہیں۔ مطلب ہے ہم اچھی نیتیں کہہ بھی دیں۔ اچھی باتیں تیرے حضور عرض کر رہے ہوں گے پھر بھی احتمال موجود ہے کہ بعض مخفی ارادے بُرے ہوں۔ بعض مخفی نیتیں گندی ہوں یا نفسانی ہوں اس لئے میں تیرے حضور یہ عرض کرتا ہوں کہ میں اپنے متعلق کسی بھی براءت کا اقرار نہیں کرتا۔ میں جانتا ہوں کہ مجھے جو نیت صاف دکھائی دے رہی ہے اس کے پیچھے بھی ممکن ہے کہ کوئی ایسا مخفی بدارادہ موجود ہو اس کے لئے تُو مجھ سے رحمت کا سلوک فرمانا۔ یعنی اپنی عاجزی کا اظہار ہے اور احتمالی گناہوں کا اقرار ہے۔ وَمَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ۔ میں کیا چیز ہوں۔ اے خدا! تُو تو وہ ہے جس سے آسمانوں اور زمین میں کوئی چیز بھی مخفی نہیں ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَهَبَ لِيْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبِّيْ لَسَمِيْعُ الدُّعَآءِ ۝ (ابراہیم : ۳۹ – ۴۰)

ہر حمد اللہ ہی کے لئے ہے جس نے اس بڑھاپے کی عمر میں اسماعیل اور اسحٰق جیسی اولاد عطا فرمائی اور یہ وہ اولاد ہے

جو نیک اولاد کی طلب کے نتیجہ میں عطا ہوئی اور جس نے ثابت کر دیا کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نیت اندر تک پاک تھی۔ پس بظاہر یہ نہیں فرمایا گیا۔ لیکن جب اس مضمون کو آپ اکٹھا ملا کر پڑھیں تو خدا کی طرف سے یہ گواہی بھی ساتھ دے دی گئی ہے کہ ابراہیمؑ تو اپنے عجز میں کہہ رہا تھا کہ جہاں تک میں جانتا ہوں میری نیت صاف ہے لیکن تو بہتر جانتا ہے۔ ساتھ ہی اس نے ایک ایسی بات کہی جس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ اس کی نیت کو جانتا تھا اور اس کی نیت کی پاکی کے مطابق اس سے سلوک فرمایا کیونکہ جس نیک اولاد کے متعلق اس نے کہا کہ میں تجھ سے نیک اولاد مانگتا ہوں اللہ تعالیٰ نے وہ نیک اولاد عطا فرما کر بتا دیا کہ تیری نیت پاک تھی چنانچہ اس کو اسماعیل دیا۔ پھر اس کو اسحاق دیا۔ اِنَّ رَبِّیْ لَسَمِیْعُ الدُّعَآءِ چنانچہ ابراہیمؑ خود اقرار کر جاتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے دماغ وہاں پہنچا ہے تو خود ہی بات بھی سمجھ آ گئی ہے۔ عاجزی کے معاً بعد اللہ تعالیٰ نے سمجھا بھی دیا ہے کہ ابراہیمؑ تو کیوں اپنی نیتوں کے متعلق ڈر رہا ہے۔ اپنی اولاد کے منہ تو دیکھ۔ کتنے پاک چہرے ہیں۔ ان کے وجودوں پر نظر کر۔ کیا یہ تیری دعاؤں کا ثمرہ نہیں ہیں۔ اگر ہیں تو پھر الحمد پڑھ اور خدا کا شکر ادا کر اور اس کی حمد کے گیت گا اور یہ کہہ اِنَّ رَبِّیْ لَسَمِیْعُ الدُّعَآءِ۔ کہ دیکھو دیکھو میرا رب بہت ہی دعا سننے والا ہے۔ اور اس دعا کی مقبولیت کے نشان کے طور پر اس نے مجھے ایسی پاک اولاد عطا فرمائی۔

یہ ویسی ہی دعا ہے۔ جیسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے شعروں میں کہا کہ ؎

بشارت تو نے دی اور پھر یہ اولاد
کہا ہرگز نہیں ہوں گے یہ برباد
بڑھیں گے جیسے باغوں میں ہوں شمشاد
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

پس بار بار اللہ تعالیٰ اپنے پاک بندوں کی دعاؤں کو سنتا ہے۔ اور ان کی دعاؤں کے مطابق پھل لگاتا ہے اور جب وہ پھل نکلتے ہیں تو بتاتے ہیں کہ ہاں وہ دعائیں بھی سچی تھیں اور یہ پھل بھی سچے نکلے۔

اب میں آخر پر (گو مضمون کا ابھی آخر تو نہیں آیا ابھی کافی ہے لیکن باقی آئندہ انشاء اللہ) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہی ایک دعا پڑھتا ہوں۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا کی:۔

رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ ۖ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ۝ رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ۝
(ابراہیم: ۴۱-۴۲)

کہ اے خدا! مجھے اور میری اولاد کو نماز پر قائم رکھ۔ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ اور اے ہمارے رب ضرور ہماری دعا قبول کرلے۔ رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ۔ اے خدا مجھے بھی بخش دے۔ اور میرے والدین کو بھی بخش دے۔ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ اور مومنوں کو بھی بخش دے۔ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ۔ جس دن حساب کتاب کیا جائے گا۔

یہاں یہ مضمون بیان کیا گیا ہے کہ باوجود اس کے کہ پیدائش سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ دعا مانگی تھی کہ میں نیک اولاد چاہتا ہوں۔ نماز پڑھنے والی اولاد چاہتا ہوں۔ اسی لئے تیرے گھر کے پاس جہاں نہ پانی تھا نہ خوراک کا کوئی انتظام تھا، اپنے نوزائیدہ بچے کو چھوڑ دیا کہ وہ تیری عبادت کرے اگر غذا کی اور دنیاوی لذتوں کی خواہش ہوتی تو آن آباد جگہوں سے لے کر اس ویران جگہ میں کیوں آتا۔ یعنی اس میں نیت کی صداقت کتنی گہری اور کتنی صفائی کے ساتھ ظاہر ہو رہی ہے اور اس دعا کو خدا نے قبول بھی فرما لیا۔ اس کے باوجود جب تک زندگی کا سانس ہے یہ دعا جاری رہنی چاہئے کیونکہ عبادت پر قائم ہونے کے باوجود عابدوں کے لئے بعض امتحانات آیا کرتے ہیں اور ٹھوکر کے مواقع پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ بعض ایسے عبادت کرنے والوں کا ذکر احادیث میں بھی ملتا ہے کہ عمر بھر عبادت کی مگر کسی موقعہ پر کسی وجہ سے ٹھوکر کھا کر ہمیشہ کے لئے خدا سے دور جا پڑے۔

پس عبادت کرنے والے کو تکبر سے باز رکھنے کے لئے اور خدا کی خوشخبریاں پانے کے باوجود انکسار کے ساتھ خدا کے حضور یہ عرض کرتے رہنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ جو کچھ ہم نے عبادت میں حاصل کیا ہے جب تک زندگی کا سانس ہے اسے خطرہ ہے۔ یہ تیری طرف سے ایک دولت اور نعمت ہے تو سہی لیکن نعمتیں کبھی تو ضائع ہو جایا کرتی ہیں۔ اسی لئے ابراہیم علیہ السلام خود پہلے اپنے لئے دعا کرتے ہیں۔ رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ۔ اے خدا مجھے بھی نماز قائم کرنے والا بنا۔ اب بتائیں آج کل کوئی شخص اگر بظاہر نماز پر قائم ہو چکا ہو تو اس کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نماز پر قائم ہونے سے بھلا کیا مقابلہ؟ کوئی نسبت ہی نہیں ہے لیکن بعض نمازی آج کل کی اس دنیا میں بڑا تکبر کر جاتے ہیں۔ ہمیں اور کیا چاہئے ہم نماز پڑھتے ہیں اور خوب سختی سے نماز پر قائم ہیں حالانکہ سختی سے قائم ہونا اور چیز ہے۔ اور دل کی نرمی کے ساتھ نماز پر قائم ہونا اور چیز ہے۔ لیکن ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نمونہ ہمیں بتاتا ہے کہ نماز پر قائم ہونا محفوظ مقام نہیں ہے۔ جب تک انسان آخری سانس نہ لے اور خدا اپنی طرف نہ بلالے۔ پس اس دعا کو اس مضمون کو سمجھنے کے بعد ادا کیا کریں۔ اور خدا کے حضور اپنی عبادتوں کو فخر کے ساتھ پیش نہ کریں بلکہ عاجزی اور انکسار کے ساتھ ڈرتے ڈرتے پیش کریں اور دنیا کی طرف نگاہ ڈالیں کہ اس دنیا میں بھی یہی ہوتا چلا آیا ہے اور آج بھی یہی ہوتا ہے کہ بعض دفعہ بڑے بڑے امیر بڑے بڑے دولت مند اچانک ایسے مصائب کا اور حوادث کا شکار ہو جاتے ہیں کہ کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ ساری دولتیں مٹ جاتی ہیں جو کچھ کمائی تھی وہ سب ختم ہو گئی تو اگر دنیا کی دولتیں محفوظ نہیں ہیں تو روحانی دولت بھی ان معنوں میں محفوظ نہیں ہے۔ اگر کوئی بلا پڑے گی تو بلا ان نعمتوں کو تباہ بھی کر سکتی ہے۔ اس لئے دعا ہی کے ذریعہ ان نعمتوں کی حفاظت کی مدد مانگنی چاہئے۔ رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ۔ اے خدا مجھے بھی بخش دے میرے والدین کو بھی۔ یہاں توازن پیدا کیا گیا ہے اور اولاد کے لئے جو دعا مانگی گئی تو اس کے مقابل پر فرمایا والدین کو بھی یاد رکھا کرو۔ والدین کے لئے بھی دعا کیا کرو۔ وَلِوَالِدَیَّ میں نماز کے قیام کی دعا نہیں کیونکہ وہ فوت ہو چکے ہیں اور اکثر صورتوں میں ہو چکے ہوتے ہیں یا بعض صورتوں میں فوت ہو چکے ہوتے ہیں۔ اس لئے والدین کے لئے قیام نماز کی دعا نہیں ملے گی بلکہ بخشش کی دعا ملے گی۔ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ۔ اور مومنوں کے لئے بھی۔ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ۔ جس دن کہ حساب کتاب کیا جائے۔

یہ ایک ایسا مضمون ہے جس کے متعلق آئندہ کبھی گفتگو کی ضرورت پیش آئے گی کہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے والد کے لئے جو دعا کی تھی جس کے متعلق خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ اس کو خصوصی اجازت دی گئی تھی تو اس کے بعد پھر اس دعا کا کیا مطلب ہے کہ وَلِوَالِدَيَّ : میرے والدین کے لئے بھی۔ کیا یہ وہی دعا ہے اور اس کے بعد خدا نے منع فرمایا یا یہ دعا کوئی اور مفہوم رکھتی ہے اور اسی طرح حضرت نوحؑ کی دعا بھی انہیں لفظوں میں ملتی ہے کہ وَلِوَالِدَيَّ : مجھے بھی بخش دے اور میرے والدین کو بھی بخش دے اور ایک جگہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ خدا تعالےٰ نے اس نبی یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اور ان کے ماننے والوں کے لئے یہ جائز قرار نہیں دیا کہ أَن يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ کہ خواہ وہ اقرباء ہی کیوں نہ ہوں یعنی صرف والدین کا ذکر نہیں دوسرے اقرباء بھی شامل ہیں کہ اگر وہ مشرک ہوں تو ان کے لئے استغفار نہیں کرنا۔ تو یہ ایک ایسا مضمون ہے جو بعض دفعہ بعض دوست پوچھتے بھی ہیں کہ اب نماز میں ہم یہ دعا پڑھتے ہیں۔ ہندوؤں میں سے اگر کوئی مسلمان ہوا ہو اور اس کے والدین مشرک ہوں تو کیا وہ نماز میں وہ دعا نہیں پڑھے گا اور پھر سوال یہ ہے کہ کیا صحابہؓ یہ دعا نہیں پڑھا کرتے تھے جن میں سے اکثر کے والدین مشرکین تھے تو یہ ایک مزید تحقیق طلب مضمون ہے۔ اس کے کچھ حصّوں پر تو میں نے نظر ڈالی ہے اور کچھ مفہوم سمجھ آیا ہے لیکن ابھی مزید تحقیق کی ضرورت ہے۔ آئندہ کسی وقت انشاء اللہ آپ کے سامنے یہ مضمون پیش کروں گا۔ باقی انشاء اللہ تعالےٰ آئندہ کیونکہ اب وقت زیادہ ہو چکا ہے۔

خطبہ ثانیہ کے دوران حضورِ انور نے فرمایا:

یہ خطبہ حسبِ سابق ماریشس اور جاپان کی جماعت بھی براہِ راست سُن رہی ہے۔ اللہ تعالےٰ ان کو ہمّت بھی عطا فرمائے۔ بہترین جزاء دے اور توفیق بخشے۔ بے حد خرچ ہوتا ہے مجھے سمجھ نہیں آتی کہ یہ بیچارے کس طرح مسلسل برداشت کر رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کے رزق میں بہت برکت دے اور خدا کی خاطر جو یہ قربانی کر رہے ہیں اس کی بہترین جزاء عطا فرمائے۔ اس کے علاوہ انگلستان کی جماعتیں ساؤتھ آل، کرائیڈن، ہنسلو ایسٹ لنڈن، مانچسٹر، جلنگھم بھی ساتھ شامل ہو چکی ہیں۔

اب ایک مختصر سی اپیل کرنی ہے۔ افریقہ میں جو غربت ہے اور جو فاقہ کشی ہے اس پر بعض دفعہ حوادث کے ذریعے تکالیف میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے پچھلی تحریک پر جماعت نے اللہ تعالےٰ کے فضل سے عام حالات میں جو توقع تھی اس سے بہت بڑھ کر قربانی کا مظاہرہ فرمایا اور ان کا جو روپیہ ہے وہ انشاء اللہ تعالےٰ بہترین رنگ میں بھوکوں کو کھانا کھلانے میں استعمال ہوگا۔ کچھ ہو رہا ہے اور آئندہ ہم تجویز کر رہے ہیں کہ کس طرح بہتر نتائج حاصل کئے جائیں۔ لائبیریا سے چونکہ بہت سے مہاجرین خاص طور پر سیرالیون پہنچے تھے اور وہاں کیمپوں میں ان کی حالت بہت بُری ہے اس لئے وہاں میں نے ہدایت کی تھی کہ خدام الاحمدیہ وغیرہ دوسری تنظیمیں امیر کے ماتحت منظم پروگرام بنا کر ان کی خدمت کریں ان کی طرف سے اب مطالبے آئے ہیں کہ ہمیں یہ چیزیں چاہئیں لیکن صرف روپیہ کافی نہیں ہے۔ بلکہ بعض اجناس چاہئیں۔ کچھ ادویہ کی ضرورت ہے وہ ہم انشاء اللہ مہیا کر رہے ہیں۔ جہاں تک احمدیہ میڈیکل ایسوسی ایشنز پہلے بھی ایسے کارِ خیر میں حصّہ لیتی رہی ہیں ان کو میں مطلع کرتا ہوں کہ جب دوائیوں کی فہرستیں آئیں گی تو ہم ان کو بھجوائیں گے تو وہ کوشش کریں اور اپنے طور پر بھی اندازہ لگا کر کیونکہ یہ ہی ہے کہ اس علاقے میں کیسی کیسی بیماریاں ہو جاتی ہیں

تو دوائیں بھی مہیا کر سکتے ہیں وہ مہیا کریں۔ دوسرا وہ کہتے ہیں کپڑوں کی بہت تکلیف ہے۔ چھوٹے بچے ننگے وغیرہ بہت بُرے حال میں ہیں لیکن بہت گرم کپڑے نہیں چاہئیں بلکہ ٹھنڈے یا درمیانے کپڑے چاہئیں تو آپ کے گھروں میں یعنی یورپ اور امریکہ کینیڈا وغیرہ کی جماعتوں میں جہاں ایسے زائد کپڑے ہوں وہ ضرور پیش کریں کیونکہ یہاں سے ہم آسانی سے بھجوا سکتے ہیں اور یہ انتظام انصار اور خدام اور لجنہ مل کر کر سکتے ہیں یا ہر ملک کے امیر کا کام ہے وہ دیکھ لے۔ اگر کسی ایک مجلس کے سپرد کرنا چاہے تو اس کے سپرد کر دے، بحیثیت جماعت کرنا چاہے تو بحیثیت جماعت کروائے مگر مستعدی سے کام ہونا چاہیئے۔ جو کپڑے پیش کرنے والے ہیں وہ اس بات کا خیال کریں کہ یہ ہیں تو بہت غریب اور بہت ضرورت مند لوگ لیکن چونکہ ہم اصل میں ان کو پیش نہیں کر رہے بلکہ خدا کے حضور پیش کر رہے ہیں اس لئے گندے کپڑے جس طرح وہ پنجابی میں کہتے ہیں نا "گھچی سے نکلے ہوئے" ان میں بل پڑے ہوئے، بُرے حال، اس طرح نہ دیں کہ بدبو پھیلی ہوئی ہو، دھو کر صاف ستھرے کر کے جس طرح آپ اپنے بچوں کو پہنائیں اور شرم محسوس نہ کریں اس طرح کپڑوں کی حالت کر کے پھر پیش کریں۔ اللہ تعالےٰ جماعت کی اس قربانی کو قبول فرمائے اور بنی نوعِ انسان کے دکھ بانٹنے اور ان میں سُکھ پھیلانے کی توفیق عطا فرمائے۔

لجنات متوجہ ہوں

★ — حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جب سے تنظیم لجنہ کو اپنے ماتحت کیا ہے اس وقت سے ہر ماہ کی رپورٹ لجنات بھارت حضور کی خدمت میں بھجوائی جاتی ہے۔ رپورٹ بھجوانے والی لجنات کے نام حضور کی خدمت میں برائے دعا بھجوائے جاتے ہیں۔ رپورٹ نہ بھجوانے والی لجنات حضور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں سے محروم رہ جاتی ہیں۔ اس لئے برائے مہربانی تمام لجنات اپنی ماہانہ رپورٹ کارکردگی وقت پر باقاعدگی سے مرکز کو بھجوائیں اور حضور کی دعاؤں کی وارث بنیں۔

★ — ماہ اکتوبر سے لے کر ماہ مارچ تک ۵ یا ۶ رپورٹیں بھجوانے والی لجنات قادیان۔ حیدر آباد۔ ظہیر آباد۔ بنگلور۔ شیموگہ۔ ساگر۔ سورب۔ ہبلی۔ مرکرہ۔ موگرال۔ پتہ پیریم۔ عثمان آباد۔ شاہجہانپور اڑدے پور کٹیا۔ امروہہ۔ بریلی۔ بنارس۔ کلکتہ۔ مینگال۔ محمود آباد رنبھواں سماہی۔ ارکہ پٹنہ۔ سرلو نیا گاؤں۔ کیرنگ۔ محی الدین پور۔

★ — ماہ اکتوبر سے لیکر اب تک کوئی ایک بھی رپورٹ نہ بھجوانے والی لجنات:-

حیدرآباد۔ محبوب نگر۔ نیاپور۔ رانچی روڈ۔ گلبرگہ۔ کوئمبٹور۔ کینانور۔ کوڈالی۔ ایرا پورم۔ کیرولائی۔ واہیم بلم۔ الجی۔ کوٹیلون۔ پانگھاٹ۔ منار گھاٹ۔ کنڈ لائی۔ کوڈیا تھور۔ کالاسیری۔ داما گورہ۔ ساندھن۔ لکھنؤ۔ مونگھیر۔ پاکوڑ۔ بھرت پور سیوانی۔ کیرا۔ ڈائمنڈ ہاربر۔ بھگوان گولا۔ یادگیری۔ ہترہتری۔ ہوگلی۔ بھرت پور۔ بیرلیٹ۔ موہن پور۔ نیدت پور۔ ابراہیم پور۔ بتھارتی۔ سلدرگ۔ غنچہ پاڑہ۔ نرگاؤں۔ رودڑ کیلہ۔ تاراکوٹ۔ ہلدی پاڑا۔ تالبر کوٹ۔ پنگار سنگھ۔ سری نگر۔ اندورہ۔ اسلام آباد۔ مانڈو جن۔ چک امیر چند۔ رشی نگر۔ بیتھم وار۔ باڑی پورہ۔ ہاری پاری گام۔ آسنور۔ کوریل۔ ناصر آباد۔ گاگرن۔ شوپیاں۔ ... نرالہ بھٹیا۔

برطانیہ کے سکولوں میں ایک بیہودہ رسم کے خلاف جہاد

از مکرم رشید احمد صاحب چوہدری سیکرٹری تعلیم U.K.

جہاں مغربی ممالک کے نظام تعلیم میں ہزاروں خوبیاں ہیں وہاں بعض ایسے نقائص بھی ہیں جن کو ایک مسلمان کی حیثیت سے کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا اور بچوں کی تعلیم و تربیت کے نقطہ نظر سے ایسی خامیوں کا سد باب نہ صرف انفرادی طور پر بلکہ بحیثیت قوم ضروری ہے۔ خوشی کی بات یہ ہے کہ اب آہستہ آہستہ مسلمانوں کی توجہ اس طرف ہو رہی ہے اور وہ ایسی لغویات کے خلاف آواز اُٹھاتے رہتے ہیں۔ مگر اپنے اندرونی اختلافات کے باعث نیز اس وجہ سے کہ ان کے اندر صحیح قیادت کا فقدان ہے۔ وہ بعض دفعہ جذباتی طور پر بھڑک اُٹھتے ہیں جس سے بجائے مسئلہ سلجھنے کے اور اُلجھ کر رہ جاتا ہے اور یہاں کے لوگوں کو باخبر ہونے ... ان کی ایسی حرکات کو دیکھتے ہیں تو وہ اسلام سے برگشتہ ہو جاتے ہیں۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ انگلستان چونکہ ایک منظم جماعت ہے اور آج کل حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بھی ہم میں رونق افروز ہیں اس لئے ایسے موقعوں پر جماعت کو فوری طور پر مؤثر اور صحیح اقدام کرنے کی توفیق ملتی ہے۔

مغرب کے سکولوں میں ایک خامی جو بے حیائی کی حد تک پھیلی ہوئی ہے وہ طلباء کا ورزش اور کھیلوں کے پیریڈ کے بعد اکٹھے ننگے نہانا ہے۔ خدا جانے یہ بیہودہ رسم کب رائج ہوئی۔ مگر یہ حقیقت ہے کہ آج بھی بعض سکولوں میں یہ پوری طرح رائج ہے اور اس قسم کی خرافات کا شکار مسلمان بچوں کو بھی ہونا پڑتا ہے۔

اسی قسم کا واقعہ ہمارے ایک ہونہار بچے ہشام احمد کو پیش آیا۔ ہشام احمد نے پرائمری سکول کا امتحان پاس کر کے علاقہ کے ایک اچھے سکول میں داخلہ کے لئے درخواست دی اور داخلہ کے امتحان میں نہایت اچھی پوزیشن حاصل کر کے داخل ہو گیا۔ یہ ستمبر ۱۹۸۸ کی بات ہے۔ ابھی سکول میں پڑھتے ایک ہفتہ ہی گذرا تھا کہ ایک دن اسے کھیل کے بعد سب لڑکوں کے ساتھ برہنہ ہو کر نہانے کے لئے کہا گیا۔ ہشام نے اُستاد سے درخواست کی کہ اُسے ننگا ہو کر سب کے ساتھ نہانے پر مجبور نہ کیا جائے جب لڑکے نہا لیں گے تو وہ شاور روم میں جا کر نہا لے گا مگر وہ نہ مانا اسی دوران سکول کا ہیڈ ماسٹر بھی وہاں پہنچ گیا اور ہشام سے کہا کہ اسے بھی باقی لڑکوں کی طرح نہانا ہوگا۔ ہشام کے انکار پر ہیڈ ماسٹر دروازہ روک کر کھڑا ہو گیا اور کہا کہ بغیر ننگا نہائے تم یہاں سے ہرگز نہیں جا سکتے اس طرح ہشام کو مجبوراً ننگا ہو کر نہانا پڑا۔ ہشام کو جب ہشام گھر پہنچا تو بہت پریشان تھا۔ والدین کو معاملہ بتایا وہ بھی بہت پریشان ہوئے۔ بچے کے دماغ پر اس واقعہ کا اتنا گہرا اثر تھا کہ ہشام کے وقت اس نے اُلٹیاں شروع کر دیں۔ والدین اُسے ڈاکٹر کے پاس لے گئے ڈاکٹر نے تمام واقعہ سُن کر ہیڈ ماسٹر کے نام ایک خط لکھا کہ بچے کے ساتھ اس معاملہ میں نرمی کا سلوک کیا جائے اور اُسے ننگا ہو کر نہانے پر مجبور نہ کیا جائے۔ دوسرے دن ہشام کے والد رشید احمد خوری صاحب سکول گئے اور ہیڈ ماسٹر سے التجا کی کہ اگر اور کچھ نہیں ہو سکتا تو ہشام کو نیکر پہن کر نہانے کی اجازت دی جائے۔ مگر ہیڈ ماسٹر اپنی ضد پر اڑا رہا اور سکول سے نکالنے کی دھمکی دی۔ اس نے ہشام کے والد کو خط لکھا کہ تم نے ہمارے سکول کے اصولوں میں سے ایک اصول کی خلاف ورزی کی ہے جس کے متعلق باقی تمام طلباء اور ان کے والدین کو جن میں سے بعض مسلمان بھی ہیں ہرگز کوئی اعتراض نہیں۔

اسی پر بس نہیں اس نے ہشام کو سکول سے نکال دیا۔ خاکسار نے بحیثیت سیکرٹری تعلیم ہیڈ ماسٹر سے رابطہ کیا اور اس کو سمجھانے کی کوشش کی مگر وہ اپنی ضد پر اڑا رہا۔ اسی دوران حضور اقدس سے راہنمائی کی درخواست کی گئی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ جو بھی قانونی کارروائی ہو سکتی ہے کی جائے۔

حضور کی اجازت سے معاملہ ریس ریلیشنز کونسل کے سپرد کر کے درخواست کی گئی کہ سکول کے خلاف قدم اُٹھایا جائے خدا تعالیٰ نے فضل کیا اور کونسل ہماری طرف سے مقدمہ لڑنے پر رضامند ہو گئی۔

اس واقعہ کا برطانیہ کے اکثر اخبارات میں تذکرہ ہوا۔ کئی ایک اخبارات نے تبصرے اور انٹرویو شائع کئے۔ جنگ لندن نے اپنی ۵ ستمبر کی اشاعت میں خبر شائع کرتے ہوئے لکھا:-

"برہنہ نہانے سے انکار پر مسلم طالب علم کو سکول سے نکال دیا گیا"

رسالہ نیو لائف نے ۱۸ نومبر کی اشاعت میں لکھا کہ ہشام کو سکول سے اس لئے نکالا گیا کہ اس نے ہیڈ ماسٹر کو کہا تھا کہ اسلام اُسے برہنہ ہو کر نہانے کی اجازت نہیں دیتا۔ اس اخبار نے ہیڈ ماسٹر کے رویہ کی سخت مذمت کی اور بتایا کہ ہشام کو اب دوسرے سکول میں داخلہ مل گیا ہے جہاں ہیڈ ماسٹر نے اُسے نیکر پہن کر غسل کرنے کی اجازت دے دی ہے۔

ایڈمنگ سٹینڈرڈ نے واقعہ پر ایک لمبا آرٹیکل لکھا اور ہیڈ ماسٹر کے رویہ کی سخت مذمت کی۔ اسی اخبار میں نیشنل ایسوسی ایشن آف ہیڈ ٹیچرز کے جنرل سیکرٹری کا بیان بھی شائع ہوا جس میں اس نے لکھا کہ آج برطانیہ میں ہر شخص جو ایسا سکول چلا رہا ہے جس میں ایشین بچے تعلیم پا رہے ہیں وہ ان کے مذہبی عقائد اور رسوم کو ملحوظ رکھنے کا پابند ہے۔

ایک اور سکول کے ہیڈ ماسٹر جو برطانیہ کے ۱۲۲ پبلک سکولوں کی ایک کانفرنس میں صدارت کر رہے تھے نے کہا۔

"ہیڈ ماسٹر کا اس قسم کا اقدام اُٹھانا فاش غلطی ہے میرا اپنا خیال ہے کہ اگر لڑکے کو تیراکی کے لباس میں نہانے کی اجازت دے دی جاتی تو سکول کے نظم و ضبط میں مطلق کوئی فرق نہ پڑتا۔"

ماہنامہ ریویو آف ریلیجنز نے نومبر ۱۹۸۸ء میں اپنے اداریے میں اس بارہ میں اسلامی تعلیمات کو واضح کرتے ہوئے لکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں یا مردوں کو دوسروں کے سامنے برہنہ ہو کر نہانے سے منع فرمایا ہے۔

ان کے علاوہ 'SUN' ایشین ٹائمز اور دوسرے اخبارات نے بھی مفصل خبریں شائع کیں اور اکثر نے ہیڈ ماسٹر کے رویہ پر نکتہ چینی کی۔ نیز پارلیمنٹ کے دو ممبران نے علاوہ ہیڈ ماسٹر کو خطوط لکھے اور اپیل کی کہ وہ اپنے فیصلہ کو بدلے اور لڑکے کو دوبارہ سکول میں داخل کرے مگر وہ اپنی ضد پر بدستور اڑا رہا۔

ریس ریلیشنز کونسل (Race Relations Council) کی طرف سے چونکہ بعض وجوہات کی بنا پر کیس دائر کرنے میں تاخیر ہو گئی تھی اس لئے مقدمہ کی پیشی کے موقع پر فریق مخالف نے عدالت سے استدعا کی کہ مقدمہ خارج کر دیا جائے مگر عدالت نے ان کی اس درخواست کو رد کر دیا اور ساتھ ہی حکم دیا کہ چونکہ اس نقطہ کو اُٹھا کر عدالت کا وقت ضائع کیا گیا ہے۔ لہٰذا ہرجانہ ادا کیا جائے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیں پہلی کامیابی ہوئی۔ عدالت نے فریق مخالف نے بھاگنے کا ... تھا

(باقی ملاحظہ فرمائیں صفحہ ۱۲ پر)

جماعت احمدیہ یادگیر کی تبلیغی و تربیتی مساعی

از مکرم محمد عبد الصمد صاحب الصمدی امیر جماعت احمدیہ یادگیر

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جماعت کو مخاطب کر کے فرمایا۔

"ہر احمدی جس تک میری آواز پہنچتی ہے وہ خود اپنا نگران بن جائے اور خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر یہ عہد کرے کہ میں نے سال کے اندر ایک احمدی ضرور بنانا ہے"

موجودہ زمانے کے پیش نظر حضور نے اپنے خطبات میں واضح ہدایت فرمائی ہے کہ اب ایک احمدی بنانے کا زمانہ چلا گیا اب تو سال میں سینکڑوں احمدی بنانے ہیں۔

اور دعا کرے یہ کچھ مشکل امر نہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کی تقدیر کوئی چیز آپ کو دینا چاہتی ہو تو ہاتھ بڑھا کر اس کو نہ لینا سخت ناشکری ہے"

حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ

"جو خدا پہ توکل کرتے ہیں اور دعا و حکمت سے کام کرتے ہیں ان کو ایک نہیں بلکہ سینکڑوں روحانی پھل عطا ہو جاتے ہیں۔ اسی لئے بار بار آپ کو میرا پیغام یہی ہے کہ ایک ہو کر تڑپتے ہوئے خدا تعالیٰ سے دعائیں مانگیں اور اسی پہ بھروسہ کریں۔ اللہ تعالیٰ خود سامان کرے گا۔ آپ کی بے چینی اور حرکت کی ضرورت ہے۔ قدم کو بڑا کر کے تو دیکھیں کہ وہ کس طرح جھولوں سے آپ کی جھولیوں کو بھر دیتا ہے"۔

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل واحسان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم حقیر و ناچیز افراد جماعت یادگیر کو پیارے آقا حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشادات عالیہ پر حسب توفیق عمل کرنے کی سعادت عطا فرمائی۔ ہمیشہ کی طرح ہمارا یہ داعیان الی اللہ کا وفد چھ روزہ تبلیغی دورہ پر روانہ ہوا مورخہ ۲۳ اپریل کو ہمارا یہ تبلیغی وفد مضافات یادگیر کے ایک مقام "یلکوڈ" پہنچا جہاں قبل از وقت اطلاع دی گئی تھی ہماری آمد پر گاؤں کے تمام مسلمانوں میں ایک خوشی کی لہر دوڑ گئی تمام مسلمان اپنے اپنے کام کاج چھوڑ کر مسجد میں جمع ہوئے شام تک مختلف مسائل پر تبلیغی بات چیت ہوتی رہی مغرب و عشاء کی نماز سے فراغت کے بعد "جلسہ سیرت النبیؐ" کا انعقاد عمل میں آیا۔ مقررین جلسہ نے احسن پیرایہ میں سیرت طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض اہم پہلوؤں کو پیش کرتے ہوئے اُن احادیث کو پیش کیا جو موجودہ زمانے سے تعلق رکھتی ہیں۔ اختتام جلسہ کے بعد بیعت کا سلسلہ شروع ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جملہ ۱۱۵ افراد نے بیعت کر کے مسیح محمدی پر ایمان لانے کی سعادت حاصل کی۔ یہاں کے تمام مسلمانوں نے اپنا کثیر سرمایا خرچ کر کے ایک مسجد تعمیر کی ہے۔ جو تحفہ کے طور پر جماعت کو حاصل ہوئی ہے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ یہاں کے تمام نو احمدی مبائعین نے اپنی اس دلی تڑپ کا اظہار کیا کہ جتنا جلد ہو سکے ایک معلم کا انتظام کیا جائے جو مسجد کو آباد رکھتے ہوئے ہماری اور ہمارے معصوم بچوں کی تعلیم و تربیت کے فرائض کو انجام دے سکیں۔

اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکت پر توکل کرتے ہوئے ہم نے اُن کی خواہش کو پورا کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ کئی نو قائم شدہ جماعتوں کا تبلیغی و تربیتی جائزہ لیتے ہوئے ہمارا یہ تبلیغی وفد مورخہ ۲۷ مئی بروز جمعرات ایک نئے مقام "جس کا نام" سیلڑ دہلی ہے پہنچے جہاں ایک ہفتہ قبل ہماری آمد کی اطلاع دی گئی تھی۔ وہاں کے لوگ ہماری آمد کے انتظار میں اپنے زراعت باڑی کے کاموں کو چھوڑ کر سارا دن انتظار کرتے رہے۔ ہماری آمد کے ساتھ ہی گاؤں کے تمام مسلمان جمع ہونے شروع ہوئے۔ اور خوشی سے بے قابو ہوتے ہوئے تبلیغی وفد سے ایسے بغلگیر ہو رہے تھے جیسا کہ ہم اُن کے پرانے شناسا ہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں بھی "جلسہ سیرت النبیؐ" کا انعقاد عمل میں آیا۔ مقررین کی تقاریر سے وہ کافی محظوظ ہوئے۔ وفور جذبات سے سامعین پر رقت طاری ہوئی کوئی ایک کی آنکھ پرنم تھی جلسہ کے اختتام کے بعد مسیح و مہدی علیہ السلام پر ایمان لانا کیوں ضروری ہے۔ اس پر سیر حاصل بحث ہوئی۔ جب وہ مطمئن ہوئے۔ تو ہم سے یہ شکایت کرنے لگے کہ مسیح و مہدی علیہ السلام کی بعثت کا پیغام ایک سو سال بعد ہم تک پہنچا رہے ہیں۔ جبکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے مطابق ایمان لانا ضروری ہے۔ اس پیغام کے تاخیر سے پہنچانے پر ہم نے معذرت کی اور اُن کے اصرار پر بیعتوں کے لئے جانے کا سلسلہ شروع ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس مقام کے ۱۴۴ افراد کو بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہونے کی سعادت نصیب ہوئی الحمد للہ ثم الحمد للہ!

یہ ہمارے پیارے آقا حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی آسمانی تحریک اور دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ ہماری تبلیغی مساعی کے درخت کو بے شمار شیریں پھل لگ رہے ہیں جو ہماری حقیر مساعی اور وہم و گمان سے بڑھ کر ہیں۔ جس کے لئے ہم اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر بجا لائیں کم ہے۔ نو احمدی مبائعین کے شدید اصرار پر رات ہم نے وہیں قیام کیا۔ اُن کی یہ خواہش تھی کہ دوسرے دن جمعہ کی نماز پڑھا کر آپ لوگ واپس جائیں۔ جمعہ کا جب وقت آیا گاؤں کے تمام مسلمان چھوٹے اور بڑے مسجد (عاشور خانہ) میں جمع ہونے لگے۔ عاشور خانہ اپنی تنگ دامنی کا شکوہ کر رہا تھا۔ جس پر تمام نو احمدی بھائیوں نے یہ متفقہ فیصلہ کیا کہ جمعہ کی نماز گاؤں کے باہر کے حصہ میں جہاں عیدین کی نماز ہوا کرتی ہے وہاں پر ادا کی جائے آناً فاناً تمام نو احمدی بھائی اُس کھلے مقام پر پہنچ گئے۔ سید علیم الدین صاحب مبلغ سلسلہ انچارج یادگیر نے موقعہ کی مناسبت سے خطبہ دیا اور جمعہ کی نماز پڑھائی اس کثیر اجتماع کو غنیمت جان کر موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے خاکسار نے بھی ضروری مسائل بتائے اُس کے بعد وہاں کے رواج کے مطابق۔ لوگ آپس میں بغلگیر ہونے لگے یہ سماں عید کا منظر پیش کر رہا تھا۔ اِن دو دن کے قیام میں ہمارے تبلیغی وفد کے تناول طعام کا انتظام ہمارے نو احمدی بھائیوں نے اپنی حیثیت سے بڑھ کر کیا۔ ہمارے ذہنوں میں یہ بات ابھری تھی کہ ہمارا تو اپنا کوئی مقام نہیں۔ یہ حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی برکت کا نتیجہ ہے کہ اُن کے غلام جہاں بھی جاتے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُن کو عزت عطاء ہوتی ہے۔ جب ہم نے واپس جانے کا ارادہ ظاہر کیا۔ تو اس گاؤں کی تمام خواتین نے یہ خواہش کی کہ ہوا اور بارش کی وجہ سے گاؤں میں بجلی بند تھی لاوڈ اسپیکر کا انتظام نہیں کیا جا سکا اس وجہ سے ہم۔ خواتین "جلسہ سیرت النبیؐ" سماعت نہ کر سکیں۔ لہذا خواتین کے

لئے ایک علیحدہ جلسہ کا اہتمام کیا جائے۔ ہمارے بارہ سالہ تبلیغی دوروں میں یہ پہلا موقع ہے کہ کسی گاؤں کی خواتین نے اپنی طرف سے اللہ اور اس کے رسول کی باتیں سننے کے لئے جلسہ کے اہتمام کی خواہش کی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا عجیب تصرف لوگوں کے دلوں پر جاری ہوا ہے۔ کہ لوگ اپنی طرف سے بے ساختہ جلسوں کے اہتمام کی خواہش کرتے ہوئے۔ ایمان کی سعادت حاصل کرتے چلے جا رہے ہیں۔

چنانچہ خواتین کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے۔ مناسب پردہ کا بندوبست کرتے ہوئے دوبارہ "جلسہ ہائے سیرت النبیؐ" کا انعقاد عمل میں آیا۔ جس میں محسن اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات عورتوں پر کے عنوان پر تقاریر ہوئیں۔ جس کو تمام خواتین نے بڑی ہی توجہ اور انہماک کے ساتھ سماعت کیا اور رات ۲ بجے بعد از دعا جلسہ کی برخاستگی کا اعلان ہوا۔ لیکن ایک عجیب کرشمہ دیکھنے میں آیا۔ کہ باوجود جلسہ کے اختتام کا اعلان ہونے کے عورتیں اپنی جگہوں سے اٹھنے اور واپس گھروں کو جانے کے لئے تیار نہ ہوئیں۔ اور با آواز بلند یہ اصرار کرنے لگیں کہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ان عظیم احسانات کو آج تک ہم نے نہیں سنا تھا۔ لہٰذا اس جلسہ کی کارروائی کا دوبارہ آغاز کیا جائے اور تقریروں کا سلسلہ صبح تک جاری رکھا جائے۔ چونکہ مسلسل سفر، گرمی کی شدت، مسلسل تقریروں کی وجہ سے مقررین کافی تھکے ہوئے تھے خواتین سے منت و سماجت کی گئی کہ انشاء اللہ دوبارہ تبلیغی دورہ میں تسلی بخش جلسہ کا انعقاد عمل میں لایا جائے گا۔ تب کہیں جاکر خواتین اپنے گھروں کو واپس جانے لگیں۔

یہاں سے ہمارا یہ تبلیغی وفد مقام "کرٹمپور" پہنچا۔ یہاں پر بھی ۲ جلسہ سیرت النبیؐ عمل میں آیا جس کو سامعین نے بڑی ہی توجہ کے ساتھ سماعت کیا مقامی گاؤں کے مکھیا محترم عبدالقادر صاحب پٹیل نے جنہوں نے جلسہ کے سارے انتظامات کر کے گاؤں کے تمام مسلمانوں کو اکٹھا کیا تھا۔ ہمارے تبلیغی وفد کے تناول طعام کا بھی انتظام کیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزاء خیر دے آمین۔

یہاں سے ہمارا یہ تبلیغی وفد مقام "حید نور" پہنچا جہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے پہلے ہی جماعت قائم ہو چکی ہے۔ اور یہاں ایک معلم تعلیم و تربیت کے لئے متعین ہے۔ یہ عجیب اتفاق ہے کہ یہاں کی بھی خواتین نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ محترم معلم صاحب کے ذریعہ گاؤں کے مرد اور بچے تعلیم و تربیت حاصل کر رہے ہیں۔ ہم خواتین کی تعلیم و تربیت کے لئے عارضی طور پر ہی سہی عورتوں کے ذریعہ تعلیم و تربیت کا بندوبست کیا جائے۔ چنانچہ آپس میں ہم اس خواہش پر غور و فکر کر رہے تھے کہ کس طرح یہ انتظام ہوگا کیا یادگیر کی لجنہ اتنی بڑی قربانی کے لئے تیار ہوگی؟ ابھی ہم یہ سوچ ہی رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے اس مشکل ترین مسئلہ کو حل کر دیا۔ محترمہ ہاجرہ بیگم بنت عبدالقادر صاحب گوگی "اہلیہ محترم محمد عثمان صاحب جنگڑی" اہلیہ محمد عصمت اللہ صاحب غوری، محترمہ عائشہ بی صاحبہ زوجہ بشیر احمد صاحب ڈنڈوتی، محترمہ خدیجہ بیگم صاحبہ زوجہ فضل محمد صاحب مرحوم ان تمام نے وقف عارضی کے طور پر اپنے آپ کو پیش کیا۔

جو عنقریب خواتین کی تعلیم و تربیت کے لئے مقام "حید نور" کو روانہ ہو رہی ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے اخلاص اور ایمان میں برکت عطا فرمائے اور اس قربانی کے نتیجہ میں اجر عظیم عطا فرمائے آمین۔

اس کے بعد دیگر نو قائم شدہ جماعتوں کا تبلیغی و تربیتی دورہ کرتے ہوئے ہمارا یہ تبلیغی وفد بخیر و عافیت کامیاب و کامران واپس مورخہ ۱۷ر مئی کو یادگیر پہنچا۔ الحمد للہ

یہ سراسر اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے۔ یہ ہمارے داعیان الی اللہ کا وفد نت نئی جگہوں پر تبلیغ کے لئے جاتا ہے۔ تو ایسے محسوس ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ معجزانہ رنگ میں ہمارے پہنچنے سے قبل تبلیغ کے لئے زمین کو ہموار کر دیتا ہے۔ اور لوگ بڑے ہی شوق و ذوق کے ساتھ ہماری باتوں کو سننے کے لئے جمع ہو جاتے ہیں۔ اور جب ان کے دل و دماغ میں بسی ہوئی غلط فہمیاں دور ہو جاتی ہیں تو بیعت کر کے جماعت میں داخل ہونے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ پیاسی روحیں حق کی تلاش میں بھٹک رہی ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ ہر احمدی فریضہ تبلیغ کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی توقعات کو پورا کرنے کے لئے داعی الی اللہ بن کر اپنے اپنے حلقہ اور مقام پر دعوت الی اللہ کا کام سرانجام دیں تو یقیناً پیاسی روحیں شیریں جل میں تبدیل ہو کر دامن بھر دیں گی۔ اگر کوئی احمدی اس آفاقی تحریک پر میدان نہیں دھرتا اور سستی اور لاپرواہی سے دن گزار دیتا ہے تو لازماً وہ خدا کے نزدیک جوابدہ ہے۔ اس بارہ میں سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۰ر نومبر ۱۹۸۶ء میں ارشاد فرمایا ہے۔ جو ہر احمدی کے لئے لمحہ فکریہ ہے آپ فرماتے ہیں۔

"دعوت الی اللہ کا کام نہ کرنے والے مجرم ہی نہیں بلکہ گناہگار ہیں دل اسلام کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔ ان حالات کے باوجود سعادت سے محروم رہنا معقول بات نہیں ہے۔ مجلس عاملہ کی میٹنگ میں مہینہ میں ایک بار دعوت الی اللہ کا ضرور جائزہ لیں ...... خلیفہ وقت کی ہدایت پر عمل نہ کرنا باغیانہ رویہ ہے

نیز آپ فرماتے ہیں "اللہ تعالیٰ نے آپ کو صدی کے سنگم پر پیدا کیا ہے اور اسلام کے غلبہ کے کام کے لئے آپ کو چنا گیا ہے۔ اپنی اس خوش نصیبی پر ناز کریں اور دعوت الی اللہ کا کام تیزی سے کریں۔"

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی اس مبارک تحریک پر جب کوئی احمدی لبیک کہتے ہوئے تبلیغی میدان میں کود پڑتا ہے۔ تو کامیابی اس کے قدم چومتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت اس کے شامل حال ہو جاتی ہے۔ اور اس تحریک پر عمل کرنے والے داعیان الی اللہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ان دعاؤں کے مستحق قرار پاتے ہیں۔ جو آپ نے داعیان الی اللہ سے توقعات وابستہ کرتے ہوئے ان کے لئے دعائیں کی ہیں آپ فرماتے ہیں۔

"اللہ آپ کے ساتھ ہو اور دین اور دنیا کے حسنات سے نوازے۔ اور تحریک دعوت الی اللہ کی بہترین تکمیل کی توفیق بخشے اور اس کی رحمت کا سایہ ہمیشہ آپ کے سر پر دراز رہے۔ میں جماعت کے ہر فرد کی طرف سے روحانی پھلوں کے عطا ہونے کی خوشبو بھری خبریں سننے کا متمنی ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس سعادت سے نوازے آمین۔

(الفضل مورخہ ۱۷ر جولائی ۱۹۸۶ء)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اس روحانی تحریک پر لبیک کہنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور جو چار نئی جماعتوں کا قیام عمل میں آیا ہے جس میں جملہ ۲۵۴ افراد بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے ایمانوں میں استقامت عطاء فرمائے آمین۔

وفد میں شریک افراد کے نام حسب ذیل ہیں جو بغرض دعا درج کئے جا رہے ہیں
(۱) خاکسار محمد عبد الصمد احمدی (۲) سید کلیم الدین صاحب مبلغ سلسلہ (۳) مولوی نذیر احمد صاحب ہوروٹی (۴) محمد عثمان صاحب جنگڑی (۵) قریشی محمد عبداللہ صاحب (۶) رحمت اللہ صاحب گوگی (۷) عزیزم سید پرویز احمد صاحب (۸) نور الدین صاحب گوگی (۹) اللہ بخش صاحب۔

کلکتہ کے عظیم الشان کتابوں کے میلے میں جماعت احمدیہ مسلم انٹرنیشنل (کی شمولیت)

رپورٹ مرتبہ مکرم فیروز الدین انور صاحب سیکرٹری تعلیم و تربیت جماعت احمدیہ کلکتہ

حسب روایت سابقہ اس سال بھی (۱۹۹۱ء) کلکتہ کے عظیم الشان کتابوں کے میلہ میں جماعت احمدیہ مسلم انٹرنیشنل شاخ کی شمولیت اور اس کا خاطر خواہ نتیجہ :-

پچھلے کئی برسوں سے پبلشرز اینڈ بک سیلر گلڈ PUB LESHERS AND BOOK SELLER GUILD اس میلہ کی نمائش کا اہتمام کرتی ہے اور جماعت احمدیہ کلکتہ بھی اس کی ممبر ہے اس لئے ہمیں بھی وہ خاص کر اسٹال لگانے کی دعوت دیتے ہیں۔ بلکہ اصرار کر کے لگواتے ہیں۔

چنانچہ پچھلے ۳ سالوں سے خاص حالات جماعت احمدیہ کی صد سالہ تقریب کے تحت ہم ۲۰۰ سے ۴۰۰ اور اب ۴۰۰ اسکوائر فٹ جگہ بک کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ اس میں بے شمار برکات بھی عطا فرماتا ہے۔ الحمدللہ۔

امسال مورخہ ۲۴ جنوری ۹۱ سے ۱۱ فروری ۹۱ تک یہ میلہ منعقد ہوا۔ میلہ والوں کی افتتاحی اور اختتامی تقریب اپنے ہی طریق سے ہوتے ہیں۔ مگر ہمارا واحد اسٹال ہوتا ہے جو شروع بھی دعاؤں کے ساتھ اور ختم بھی نعرۂ تکبیر کے ساتھ ہوتا ہے۔ چنانچہ میلہ میں شریک دوکاندار وغیرہ ہماری یہ تقریب دیکھنے کے لئے ہمارے ہاں چلے آتے ہیں۔

اس پروگرام میں گزشتہ ۱۲ سالوں سے ہم حصہ لے رہے ہیں۔ اور یہ بھی ایک روایت بن گئی ہے کہ اس موقعہ پر مرکز احمدیت قادیان کا کوئی نہ کوئی نمائندہ بھی شریک ہوتا ہے۔ چنانچہ اس سال ۱۹۹۱ء میں ہماری خوش نصیبی سے مکرم جناب سید تنویر احمد صاحب ناظر نشر و اشاعت اور مکرم جناب محمد انعام صاحب غوری نائب ناظر دعوۃ و تبلیغ و صدر مجلس انصار اللہ بھارت تشریف لائے تھے اور ان حضرات سے اور کاموں کے علاوہ۔ اس اسٹال کی کامیابی کے لئے دعائیں کرائی گئیں۔

اس نمائش میں جگہ کا انتخاب ایک بہت اہم کام ہوتا ہے۔ چنانچہ اس سال جس جگہ کو اپنے اسٹال کے لئے مکرم مولانا سلطان احمد صاحب ظفر نے چنا۔ وہ اور سالوں سے زیادہ مناسب اور موزوں تھا۔

ہمارے بالکل سامنے روپا RUPA کا اسٹال تھا جو غالباً ۲۵۰۰ اسکوائر فٹ تھا۔ یہ ادارہ کتابوں کی اشاعت میں ایک خاص مقام رکھتا ہے۔ اس کے بغل میں آریہ سماج والوں کا ۴۰۰ اسکوائر فٹ کا اسٹال تھا جن کی کتابوں کا اسٹال کافی پرانا تھا۔ (اس کی وجہ شاید یہ ہو کہ اہل یورپ کا مزاج تو ہماری طرف ہے) مگر چونکہ اس سال پورے ہندوستان میں بابری مسجد اور رام جنم بھومی کا بڑا چرچا تھا اس لئے اس طرح کے ادارے بھی سامنے آ گئے تھے کہ بہتی گنگا میں ہاتھ دھولیں۔

ہمارے stall کی دوسری خصوصیت یہ تھی کہ اس کا ماڈل مسجد نور فرینکفرٹ کے ماڈل پر بنایا گیا تھا۔ یعنی داخلے کے منہ پر ہی دو مینار اور وسط میں ایک بڑا سا گنبد۔ اس کے علاوہ دو گیٹ۔ سب سے اوپر احمدیہ مسلم انٹرنیشنل لکھا ہوا تھا۔ جو کافی بڑا ہونے کی وجہ سے دور سے ہی نظر آتا تھا۔ پھر دونوں دروازوں کے بیچ میں کلمہ طیبہ بھی کافی پرکشش انداز میں تحریر تھا۔ اور دروازوں پر "محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں" "LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE" آئل پینٹ سے لکھا ہوا تھا۔ اس کے علاوہ لوگوں کے آرام کرنے کے لئے میٹنگ پوائنٹ "Meeting point" بالکل ہمارے سامنے تھا۔ اور ہر ایک کو آنا ہی ہوتا تھا۔ اس لئے بھی ہماری یہ جگہ بہت اہم ہو جاتی تھی اور اکثر لوگ ہمارے اسٹال میں چلے آتے تھے

یہ بارہ دنوں کا میلہ کب شروع ہوا۔ کیسے ختم ہوا پتہ ہی نہیں چلا کیونکہ ہماری جماعت کے افراد بڑی دلچسپی اور لگن سے شریک ہوتے رہے۔ مگر اس میں بھی مجلس انصار اللہ کا خاص اہم حصہ تھا جو اپنی مثال آپ ہے۔

اس موقعہ کو غنیمت جان کر دوستوں نے کافی تبلیغ کی۔ کتابیں بیچیں غیر مسلم اور غیر احمدی دوستوں کو تبلیغ بھی کی۔ اور ان کو احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام پہنچایا

بہر کیف اور سالوں کی طرح اس سال بھی ہم نے اس کتابوں کے میلہ میں حصہ لیا ہمارے اسٹال میں چاروں طرف ریکوں پر اس طرح کتابیں سجائی گئی تھیں کہ ہر آنے جانے والے کی نظریں ہر کتاب پر پڑتی تھیں۔ مزید یہ کہ ریکوں سے اوپر چارٹ، تصاویر، اقتباسات کو موٹی اور جلی حروف میں لکھ کر آویزاں کیا گیا تھا۔ اور پھر تصاویر میں ان شہدائی تصاویر لگائی گئیں جو پاکستان میں کلمہ طیبہ کی حفاظت کے جرم میں پاکستانی حکمرانوں کے ظالمانہ اور کالے قانون کی بھینٹ چڑھ گئے ان تصاویر کو اکثر لوگ دیکھ کر حیران بھی رہتے اور کہتے ہوئے سنے گئے کہ اس سے بڑا اندھیر اور کیا ہوگا کہ آج بھی جبکہ دنیا اکیسویں صدی میں داخل ہونے کے قریب ہے۔ مگر دنیا میں آج بھی عقیدہ کے اختلاف پر ظلم و ستم جاری ہے۔

یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ آج کی دنیا میں چمک دمک، شوخ رنگ اور پرکشش چیزوں کی کتنی مانگ ہے مگر سادگی۔ اور اسلامی سادگی بھی بڑی خاموش بڑی کشش رکھتی ہے ہمارے اس اسٹال میں سادگی ہونے کے باوجود۔ کئی بڑی بڑی ہستیاں ہمارے ہاں آئیں اور اپنے اچھے خیالات کا اظہار فرمایا اور بعض نے اپنی رائے نوٹ بھی کر دی۔ اور کتابیں قیمتاً لے کر گئے۔

چنانچہ ان میں کلکتہ ہائی کورٹ کے جسٹس (Justice) جناب خواجہ محمد یوسف صاحب۔ جناب ڈاکٹر سید محمد مومن صاحب F.R.C.S۔ مولانا اسحاق صاحب سوشل ورکر کے علاوہ بھوٹان کے وزیر خارجہ مع اپنے عملہ اور مسلمان ڈرائیور کے۔ آتے اور مذہب سے اپنی بڑی رغبت کا اظہار فرمایا۔ محترم جناب ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نوبل انعام یافتہ کی تصویر دیکھ کر اپنی عقیدت اور خلوص کا بھی اظہار فرماتے ہوئے فرمایا کہ میری نگاہ میں ان کی بڑی قدر ہے۔ اور P.T.I کی خاتون نمائندہ بھی آئیں اور تحفہ میں انگریزی قرآن بھی لے گئیں۔

اس کے ساتھ ہی ایک دلچسپ واقعہ بھی پیش آیا کہ کچھ نوعمر تعلیم یافتہ مسلم گھرانوں کی عورتیں جن کی تعداد تقریباً ۷ تھی۔ اس کے علاوہ ان کے ساتھ کچھ بچے اور بچیاں بھی تھیں۔ آئیں اور کتابوں کی سیٹنگ سجاوٹ اور ٹائٹل دیکھ کر بہت متاثر ہوئیں۔ اور قریب تھا کہ تقریباً ایک ہزار کی کتابیں خرید کرتیں کہ ان کا ایک مرد ہمراہی جو شاید بچھڑ گیا تھا۔ آیا اور ان میں سے ایک کے کان میں نہ جانے کونسی بات کہی کہ انھوں نے اپنی ساری کتابیں جہاں کی تہاں چھوڑ کر چلتی بنیں۔ شاید ان کے کان میں قادیانی یا کافر کا منتر پڑھا ہوگا جس کا جادو سر پر چڑھ کر بولنے لگا اور یہ سب وہاں سے بھاگ کھڑی ہوئیں۔ بات کچھ بھی ہو جنکی فطرت نیک ہے آئیگا وہ انجام کار

ہمارا یہ صوبہ مغربی بنگال اور جس کی راجدھانی کلکتہ کے لوگوں کی اکثریت مذہبی تعصب سے عاری۔ کھلی نظر بلند حوصلہ مہمان نوازی کے جذبات سے سرشار رہتے ہیں کا یہ ہر دلعزیز بک فیئر جو عوامی پوجا یا تہوار سے کم نہیں ہوتا۔ اور کتابوں کے معاملہ میں جو بہت حریص ہوتے ہیں اور کتابوں کی قیمت ٹائٹل اور مضمون پر نگاہ ہوتی ہے میلہ سے کتابوں کے بھاری بوجھ لے جاتے ہیں۔ قرآن کو پڑھنے کا اتنا شوق پیدا ہو گیا ہے کہ وہ قرآن کو اس کی اصلی حالت اور اصلی زبان میں پڑھنا چاہتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ اکثر معلم تلاش کرتے ہیں اور قرآن مجید کو قیمتاً -/۱۰۰ روپیہ -/۱۵۰ روپیہ میں بھی خریدتے

میں نہیں جھجکتے ۔

غرضیکہ ہمارا اس سال کا بک فیئر حسب روایت، اپنی پوری شان کے ساتھ شروع اور ختم ہوا۔ اور ہم کلکتہ کے احمدی انصار، خدام، اطفال ہی نہیں بلکہ لجنہ کے بھی بھرپور تعاون سے بہت کامیاب رہا۔ جس میں ہم نے زبانی تبلیغ بھی کی لٹریچر بھی بانٹے اور کتابیں بھی بیچیں اور ہم بجا طور پر کہہ سکتے ہیں کہ ہم توفیق طرح نیک کام کئے جاتے ہیں

خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری ان حقیر مساعی کو قبول فرمائے۔ اور احمدیت کے لئے ہر جہت سے مفید ہو۔ نیز ہمیں اپنی برکات اور افضال سے نوازے آمین اللّٰھُمَّ آمین۔

بقیہ صفحہ ۱

کہ ان کے دلائل میں کوئی وزن نہیں، اس لئے انہوں نے اپنے وکیل کے ذریعہ عدالت سے باہر سمجھوتہ کی پیشکش کی اور کہا کہ وہ سکول کے قوانین میں تبدیلی کر کے یہ رضامندی ہیں اور آئندہ اس قسم کا کوئی واقعہ پیش نہیں آئیگا پراسپیکٹس میں برہنہ ہوکر نہانا ۔ یہ پابندی ختم کر دیں گے اور ہشام کو بھی دوبارہ سکول میں داخل کرنے کو تیار ہیں ۔

ان کی اس پیشکش پر دوبارہ حضرت اقدس سے راہنمائی حاصل کی گئی۔ حضور نے فرمایا کہ پیشکش کو قبول کرلیں ۔ چنانچہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں کے طفیل اللہ تعالیٰ نے فضل کیا اور ایک احمدی لڑکے کی جرأت کی وجہ سے اس ملک میں ایک انتہائی گندی اور گندی رسم کے خلاف قدم اٹھانے کی توفیق جماعت احمدیہ کو ملی۔ مخالف فریق نے ہشام احمد کو ۱۵۰ پونڈ کی رقم کا چیک بھی دیا اور اسکول کے پراسپیکٹس میں یہ لکھا کہ جن لڑکوں کے والدین کو اعتراض ہو وہ لڑکے علیحدہ غسل خانوں میں نہا سکتے ہیں ۔

اس ضمن میں یہ بات بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ شروع میں ہم نے کوشش کی تھی کہ اپنی طرف سے مقدمہ دائر کیا جائے چنانچہ جب ایک وکیل کو اس مقصد کے لئے بلا گیا تو اس نے اخراجات مقدمہ کے لئے پانچ ہزار پونڈ کی رقم پیشگی مانگی ۔ اللہ تعالیٰ نے فضل کیا اور ہشام کے والد کو یا جماعت کو ایک پیسہ بھی خرچ نہ کرنا پڑا ۔ فالحمد للہ

احباب سے درخواست ہے کہ ہشام احمد، ان کے والدین رشید سنوری اور نصیرہ نور صاحبہ کے لئے دعا کریں یہ مخلص گھرانہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے صحابی میاں محمد عبداللہ سنوری کے خاندان میں سے ہے۔ ہشام احمد مکرم نور احمد سنوری آف راولپنڈی کا نواسہ اور چوہدری شبیر احمد حسین مرحوم کا پوتا ہے

ولادت

(۱) ۔ مکرم مولوی شمشاد احمد صاحب ظفر مبلغ سلسلہ مسکرا تحریر فرماتے ہیں کہ:۔ مکرم رفیق احمد صاحب طاہر سیکرٹری مال مسکرا کو مورخہ ۵؍۲؍۹۱ بروز جمعۃ المبارک ٹھیک ساڑھے سات بجے ایک بیٹی کے بعد اللہ نے بیٹا عطا فرمایا ہے جس کا نام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت "مبارک احمد" تجویز فرمایا ہے۔ نومولود مکرم ماسٹر سلطان احمد صاحب مرحوم مسکرا کا پوتا اور مکرم بہادر خان صاحب مرحوم درویش قادیان کا نواسہ ہے۔ نومولود تحریک وقف نو میں شامل ہے مکرم رفیق احمد صاحب طاہر اعانت بدر میں مبلغ ۔/۱۵ روپے ادا کرتے ہوئے دونوں بچوں کے نیک صالح اور خادم دین ہونے کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں ۔

(۲) ۔ مکرم مولوی مظفر احمد صاحب ناصر مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان تحریر کرتے ہیں مکرم برادرم سید صباح الدین احمد صاحب انسپکٹر بیت المال آمد کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۸؍۵؍۹۱ کو دو لڑکوں کے بعد پہلی بیٹی عطا فرمائی ہے ۔ نومولودہ مکرم مولوی صلاح الدین صاحب مرحوم مونگھیر کی پوتی اور مکرم گیانی عبداللطیف صاحب درویش قادیان کی نواسی ہے ۔ بچی تحریک وقف نو میں شامل ہے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت بچی کا نام ملیحہ صباح تجویز کیا ہے ۔ نومولودہ کی صحت و تندرستی بچی کے نیک صالحہ اور والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک بننے کے لئے دعا کی درخواست ہے ۔

اعلان دعا

:۔ محترمہ ڈاکٹر منجو سنہا صاحبہ نواحمدی نے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آل انڈیا پوسٹ گریجویشن میڈیکل انٹرنس اگزام میں نمایاں پوزیشن حاصل کر کے ایم ۔ ڈی ۔ میڈیسن میڈیکل کالج پٹیالہ میں داخلہ حاصل کر لیا ہے ۔ مبلغ ۔/۵۰ روپے بمد صدقہ اعانت بدر میں اور صدقہ کی رقم ادا کرتے ہوئے موصوفہ نے پیشن کرام سے اپنی نمایاں کامیابی اور استقامت کے لئے دعا کی درخواست کرتی ہیں ۔

خاکسار:۔ عنایت اللہ منہاس مبلغ دہلی

ظالم قیامت کے دن کئی اندھیروں میں ہوگا (متفق علیہ)
C.K. ALAVI
RABWAH WOOD INDUSTRIES.
MAHDI NAGAR
VANIYAMBALAM - 679339 (KERALA)
TIMBER LOGS, SAWNSIZE. TEAK POLES &
WOODEN FURNITURE

PHONE NO:
SUPER INTERNATIONAL OFF:- 6348179
RESI: 6233389
(PLEASE CONTACT FOR IMPORT AND EXPORT GOODS OF ALL KINDS)
PLOT NO. 6 - TARUN BHARAT CO-OP. SOCIETY LTD.
OLD CHAKALA, SAHAR ROAD, BOMBAY-400099
(ANDHERI EAST)

"ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں"
(کشتی نوح)
AIR
CALCUTTA-15.
پیش کرتے ہیں:۔
آزمودہ مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ ہوائی چپل نیز برا پلاسٹک اور کینوس کے جوتے

طالبانِ دعا
آلو ٹریڈرز
۱۶ امینگولین ۔ کلکتہ ۔ ۷۰۰۰۰۱

الحدیث
اَعْلِنُوا النِّکَاحَ
(ترجمہ)
نکاح اعلان کیساتھ کیا کرو ۔
منجانب:۔ پرویز احمد بمبئی

YUBA
QUALITY FOOT WEAR

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
(پیشکش)
ہائی پولیمرز ۔ کلکتہ ۔ ۷۰۰۰۴۶
ٹیلیفون نمبرز:۔
۴۳ ۔ ۲۸۰ ۔ ۴۴۰ ۔ ۲۳ ۔ ۲۴۳